

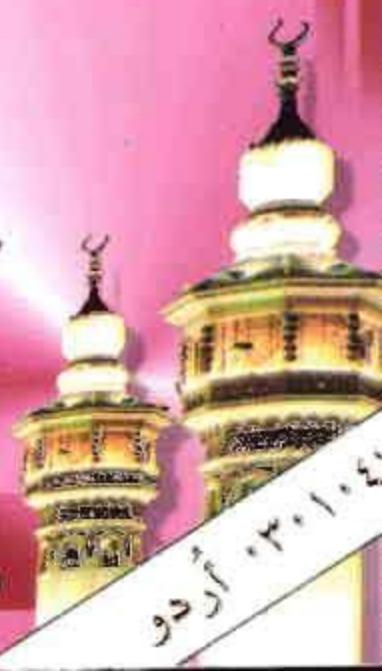


www.KitaboSunnat.com

میں توبہ تو کرنا چاہتا ہوں لیکن ۹

محمد بن صالح المنجد

الكتاب إنتشارات للدعوة والإرشاد وتنمية الجاليات والسلسل
الطبعة الأولى ١٤٢٩ هـ - ٢٠٠٩ م - ٢٠٠٩ م - ٢٠٠٩ م



*** توجہ فرمائیں ! ***

کتاب و سنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹر انک کتب.....

عام فاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔

مجلس التحقیق، الاسلامیہ کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد آپ

لود (UPLOAD) کی جاتی ہیں۔

متعلقہ ناشرین کی اجازت کے ساتھ پیش کی گئی ہیں۔

دعویٰ مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹر انک ذرائع سے محض مندرجات کی نشر و اشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

*** تنبیہ ***

کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر
تبیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

نشر و اشاعت، کتب کی خرید و فروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابط فرمائیں

ٹیک کتاب و سنت ڈاٹ کام

میں تو بہ تو کرنا
چاہتا ہوں
لیکن؟



محمد صالح المجد



الناشر

مكتبة دار السلام

فرع شارع الأمير عبد العزيز بن جلوى
(الصباب سابقًا) الرياض

تلفون ٤٠٣٣٩٦٢ فاكس ٤٠٢١٦٥٩



حقوق الطبع محفوظة

الطبعة الأولى

١٤١٣ هـ

فہرست مضمایں

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱	عرض ناشر	۳
۲	مقدمہ گناہوں کو معمولی سمجھنے کا خطرہ	۶
۳	توبہ کی شرائط اور اسے مکمل کرنے والے امور	۱۱
۴	توبہ عظیمہ	۲۰
۵	توبہ اپنے سے پہلے گناہ کو مٹا دیتی ہے	۲۳
۶	کیا اللہ تعالیٰ مجھے بخش دے گا	۲۶
۷	جب میں گناہ کر بیٹھوں تو کیا کروں	۳۶
۸	برے لوگ مجھ پر حملہ آور ہوتے ہیں	۴۱
۹	وہ مجھے دھمکیاں دیتے ہیں	۴۵
۱۰	میرے گناہوں نے میری زندگی اجیرن کر رکھی ہے	۵۱
۱۱	کیا اعتراف ضروری ہے	۵۲
۱۲	توبہ کرنے والوں کے لئے چند اہم فتوے	۵۶
۱۳	خاتمہ	۸۱

بسم الله الرحمن الرحيم

عرض ناشر

محرم قاریین کرام، مکتبہ دارالسلام کی طرف سے "میں تو توبہ کرنا چاہتا ہوں لیکن" نامی کتاب آپ کی خدمت میں حاضر ہے۔ توبہ کا موضوع انتہائی اہم اور ضروری ہے۔ ابن آدم گناہوں کا پتلا ہے۔ اس سے ہر وقت چھوٹے بڑے گناہ سرزد ہوتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بڑے رحمٰم و غفور ہیں۔ اپنے بندوں پر شفقت فرمانے والے ہیں۔ قرآن و حدیث میں جا بجا توبہ کرنے کے بارے میں ترغیب دی گئی ہے۔ انسان سے غلطی ہو تو اس کو فوراً اپنے رب کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ توبہ کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے کیجیے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا کہ "توبوا الى الله ايها المؤمنون لعلکم تفلحون" اے مونتو! اللہ سے توبہ و استغفار کرو تاکہ تم فلاح پا سکو۔ باوجود اس بات کے کہ اللہ کے حبیب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم افضل الحق ہیں، کائنات کے امام ہیں، اللہ تعالیٰ کی ذات کے بعد انہی کا کائنات میں درجہ ہے۔ مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا

ارشاد گرامی ہے کہ اے لوگو! توہہ کیا کرو کہ میں خود دن میں سو
مرتبہ توہہ کرتا ہوں۔ اس کتاب میں توہہ کے حوالہ سے تقریباً ساری
مکتبوں آہنی ہے۔ یہ کتاب اصل میں عربی زبان میں شائع ہوئی تھی۔
اور اس کے بلاشبہ ایک لاکھ سے اور کئے فروخت ہوئے۔ ہم اس
کتاب کو شائع کرنے میں شرف و عزت سمجھتے ہیں
اللہ تعالیٰ اس کتاب کے مولف، مترجم، ناشر اور تمام وہ لوگ جنہوں
نے اس کتاب کو شائع کرنے میں تعاون کیا ہے جزاً خیر عطا
فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

خاتم کتاب و سنت

عبدالمالک مجاهد

مدرسہ مسکوں

مکتبہ دارالسلام

مقدمہ

مکاہروں کو خیر کھینے کا نظرہ

اللہ مجھ پر اور آپ پر رحم فرمائے، آپ کو علم ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے بندوں کو لازمی طور پر اخلاص کے ساتھ توبہ کرنے کا حکم دیا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:-

يَا أَيُّهُ الَّذِينَ آتَيْنَا تُؤْمِنُوا إِلَيْنَا اللَّهُ تَوَبُّهُ نَصُوحُ مَا

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کے حضور پری توبہ کرو۔

اور توبہ کے لئے ہمیں مملت بھی عطا فرمائی۔ ایک توبہ ہے جو کراماً کاتبین کے عمل لکھنے سے پلے ملتی ہے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

(إِنَّ صَاحِبَ الشَّمَالِ لِيَرْفَعَ الْقَلْمَ سَتْ سَاعَاتٍ عَنِ الْعَبْدِ
الْمُسْلِمِ الْمَخْطُيِّ فَلَمَنْ نَدَمْ وَاسْتَغْفَرَ اللَّهُ مِنْهَا أَلْقَاهَا، وَلَا
كَتَبَ وَاحِدَةً)

یا نیس طرف والا فرشتہ نھا کرنے والے مسلمان بندے سے چھو گھٹریاں
قلم اٹھائے رکھتا ہے پھر اگر وہ نادم ہو اور اللہ سے معافی مانگ لے
تو نیس لکھتا ورنہ ایک برائی لکھی جاتی ہے۔

اور دوسری مملت اس کتابت سے بعد سے لے کر موت تک ہے۔
 مصیت تو یہ ہے کہ آج کل بہت سے لوگ اللہ تعالیٰ پر اعتقاد نہیں
 رکھتے۔ وہ دن رات کتنی فُرم کے گناہ کرتے ہیں چھر ان میں سے کچھ
 ایسے ہیں جو گناہوں کو معمولی سمجھتے ہیں آپ دیکھیں گے کہ کتنی
 لوگ صغیرہ گناہوں کو اپنے دل میں خیر جانتے ہیں مثلاً کوئی ان میں
 سے کہ دے گا : آخر ایک اجنبی عورت کو دیکھنے یا اس سے مصافحہ
 کرنے کا کیا نقصان ہے ؟

یہ لوگ ان نا حرم عورتوں کو رسالوں اور سلسلہ وار مضامین میں
 نظریں بچا کر دیکھتے ہیں حتیٰ کہ جب انہیں یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ
 بات حرام ہے تو ان میں کوئی بڑے آرام سے یہ پوچھتا ہے کہ اس
 میں کتنی برائی ہے ؟ آیا یہ کبیرہ گناہ ہے یا صغیرہ ؟ آپ جب امام
 بخاری رحمہ اللہ کی صحیح میں مذکور مندرجہ ذیل دو آثار دیکھ کر اس
 بات سے مقابلہ کریں گے تو آپ کو حقیقت معلوم ہو جائے گی :-

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :-

(عن انس (رضی اللہ عنہ) قال (إنكم لتعملون أ عملا
 هي أدق في أعينكم من الشعر، كما نعدها على عهد
 رسول الله صلى الله عليه وسلم من المويقات).
 والمويقات هي المهلكات)

تم ایسے کام کرتے ہو جو تمہاری نظروں میں بال سے چھوٹے ہیں جبکہ ہم انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہلاک کر دینے والے شارکرتے تھے (موبقات کا معنی ہلاک کرنے والے کام ہے) ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:-

(عن ابن مسعود (رضی اللہ عنہ) قال (ما ان المؤمن يرى ذنبه كأنه قاعد تحت جبل يخاف أن يقع عليه. و ما ان الفاجر يرى ذنبه كذباب مر على أنفه فقال به هكذا - أی بيده - فذبه عنه)

موسن اپنے گناہوں کو یوں دیکھتا ہے جیسے وہ ایک پہاڑ کے دامن میں بیٹھا ہو اور ڈرتا ہو کہ اس پر گرنہ پڑے اور فاجر اپنے گناہوں کو ایسے دیکھتا ہے کہ ایک لکھی ہے جو اس کے ناک پر بیٹھ گئی۔ چھر آپ نے اپنے ہاتھوں کے اشارے سے بتایا کہ وہ اس طرح کر کے اس لکھی کو ناک سے اڑاویتا ہے۔

کیا ایسے لوگ اب بھی معاملہ کی اہمیت کا اندازہ نہیں کر سکتے جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی درج فیل حدیث پڑھتے ہیں :-

(ما يأكم و محقرات الذنوب، فإنما مثل محقرات الذنوب كمثل قوم نزلوا بطن واد، فجاءه ذا بعوض، و جاءه ذا بعوض، حتى حملوا ما أنضجو به خبزهم، و ما نمحقرات الذنوب

متى يؤخذ صاحبها تهلكه). و في رواية (ما يأكل و محرمات الذنوب فانهن يجتمعن على الرجل حتى يهلكنه) گناہوں کو حیر کھجھنے والی باتوں سے بچو۔ گناہوں کو حیر کھجھنے والوں کی مثال ان لوگوں کی ہے جو ایک وادی کے دامن میں اترے۔ ایک آدمی ایک لکڑی اٹھا لایا اور دوسرا بھی لکڑی اٹھا لایا حتیٰ کہ اتنی لکڑیاں ہو گئیں جن سے انہوں نے اپنی روٹیاں پکائیں اور گناہوں کو حیر کھجھنے والی باتیں کبھی اپنے کرنے والے ہی کو پکڑ لیتی ہیں تو اسے ہلاک کر دیتی ہیں۔

ایک اور روایت میں ہے:-

گناہوں کو حیر کھجھنے والی باتوں سے بچو۔ کیونکہ یہ باتیں کبھی اس آدمی پر آ کر بٹھی ہوتی ہیں تا آنکہ اسے ہلاک کر ڈالتی ہیں۔ اور اہل علم بتلاتے ہیں کہ :

صغریہ گناہوں کے ساتھ کبھی حیاء کی قلت، بے پرواٹی، اللہ تعالیٰ سے نذر ہونا اور اس گناہ کو حیر کھجھنا بھی شامل ہو جاتے ہیں اور یہ سب باتیں اسے کبیرہ گناہوں سے جا ملاتی ہیں۔ بلکہ اسے کبیرہ ہی بنا دیتی ہیں اسی لئے وہ کہتے ہیں کہ جب صغریہ گناہ بار بار کیا جائے تو وہ صغیرہ نہیں رہتا اور اگر کبیرہ گناہ پر استغفار کی جائے تو وہ کبیرہ نہیں رہتا۔

اور جس شخص کا یہ حال ہو اسے ہم کہتے ہیں کہ : گناہ کے چھوٹا ہونے کی طرف نہ دیکھو بلکہ یہ دیکھو کہ تم نافرمانی کس کی کر رہے ہو۔ ان باتوں سے بچے لوگ ان شاء اللہ فائدہ اٹھائیں گے جو اپنے گناہوں اور کوتاہیوں کا احساس کرتے ہیں۔ وہ نہ تو اپنی گمراہی سے بے پرواہ ہیں اور نہ ہی اپنی باطل باتوں پر اصرار کرتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے اس قول پر ایمان رکھتے ہیں:-

بِئْنَ عِبَادَتِي أَتَيْنَاهُنَّا الْغَفُورُ الرَّحِيمُ

میرے بندوں کو خبر دیجئے کہ بلاشبہ میں بخشنے والا میریان ہوں۔ جیسے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اس قول پر بھی ایمان رکھتے ہیں:-

وَأَنَّ عَذَابَنِي هُوَ الْعَذَابُ الْكَلِيمُ

اور جو میرا عذاب ہے وہ دکھ پہنچانے والا عذاب ہے۔

توبہ کی شرائط اور اسے مکمل کرنے والی چیزیں

توبہ کا کمہ بڑا عظیم کمہ ہے جس کے مدلولات بہت گزرے ہیں۔ ایسے نہیں جیسے اکثر لوگ سمجھتے ہیں کہ زبان سے توبہ کا لفظ کہہ دیا اور عکناہ بھی کرتے رہے۔ ذرا اللہ تعالیٰ کے اس قول پر غور فرمائیے:-

وَأَنِ اشْتَغِرُوا بِرِبِّكُمْ لَمْ يَنْجُوا إِلَيْهِ

اور یہ کہ اپنے پروردگار سے بخشش طلب کرو پھر اس کے حضور توبہ بھی کرو۔

تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ توبہ، استغفار کے علاوہ کوئی زائد امر ہے اور چونکہ یہ امر عظیم ہے لہذا اس کی کچھ شرائط بھی ہیں علماء نے توبہ کی ان شرائط کو آیات و احادیث ہی سے اخذ کر کے ذکر کیا ہے۔ جن میں چند ایک یہ ہیں:-

(۱) اس عکناہ کو فوراً اور کمیتہ ترک کیا جائے۔

(۲) گزشتہ عکناہ پر ناوم ہو۔

(۳) آئندہ وہ کام نہ کرنے کا پختہ عمد کرے۔

(۴) جن پر اس نے ظلم کیا ہے ان کے حقوق واپس کرے یا ان سے معاف مانگ لے، یا معذرت کر لے۔

بعض علماء نے سچی توبہ کی شرائط میں بعض دوسری تفصیلات بھی بیان کی ہیں جنہیں ہم بعض مثالوں سے یہاں درج کر رہے ہیں:-
اول: گناہ کو صرف اللہ تعالیٰ کی خاطر ترک کیا جائے اس کا کوئی اور سبب نہ ہو جیسے اس کام کے کرنے یا اسے دوبارہ کرنے کی قدرت ہی نہ رکھتا ہو یا مثلاً لوگوں کی باتوں سے ڈرتا ہو۔

ہم اس شخص کو تائب نہیں کہ سکتے جو گناہ اس لئے چھوڑے کہ وہ اس کے مرتبہ یا لوگوں کے درمیان اس کی شرمت پر اثر انداز ہوتے ہیں یا بعض دفعہ اسے اپنا شغل ہی چھوڑنا پڑے۔

ہم اسے بھی تائب نہیں کہ سکتے جو اپنی صحت اور قوت کی حافظت کے لئے گناہ چھوڑے۔ جیسے کوئی شخص خبیث متعدی امراض سے ڈر کر زنا اور فحاشی چھوڑ دے یا اس لئے ان کاموں سے اس کا جسم اور قوت حافظہ کمزور ہو جائیں گے۔

ہم اسے بھی تائب نہیں کہ سکتے جس نے چوری اس لئے چھوڑی کہ اسے گھر میں داخل ہونے کا کوئی راہ ہی نہ ملا ہو یا وہ خزانہ کو سکھونے پر قادر نہ ہو سکا ہو۔ یا چوکیدار یا سپاہی سے ڈر گیا ہو۔

نہ ہی ہم اسے تائب کہ سکتے ہیں جس نے رشوت اس لئے نہ لی ہو کہ اسے خطرہ لاحق ہو گیا ہو کہ اسے تکمیلہ السداد رشوت ستالی کے حوالہ کر دیا جائے گا۔

اور وہ بھی تائب نہیں کہا سکتا جس نے شراب اور لشہ آور چیزوں کو اس لئے چھوڑا کہ وہ اپنے افلاس کی وجہ سے لے ہی نہ سکتا تھا۔ اسی طرح اس شخص کو بھی تائب نہیں کہا جا سکتا جو اپنے ارادہ سے کسی خارجی امر کی وجہ سے نافرمانی کا کام کرنے سے عاجز ہو جائے جیسے جھوٹ بولنے والا جس کا کوئی عضو شل ہو جائے اور بول ہی نہ سکے۔ یا ایسا زانی جس کو جماع کرنے کی طاقت ہی نہ رہی ہو۔ یا چور سے کوئی حادثہ پیش آیا ہو جس نے اس کے پسلوں کو ختم کر دیا ہو۔ بلکہ توبہ کرنے والے کے لئے ندامت اور نافرمانی کی خواہش کو کہیتہ ترک کرنا اور گزشتہ کاموں پر افسوس ہونا بھی ضروری ہے ایسے شخص کے لئے اپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:-

(الندم توبۃ) ندامت ہی توبہ ہے

اور اللہ تعالیٰ نے ایسے عاجز کو جو زبان سے وہ کام کرنے کی آرزو رکھتا ہو۔ اسے فاعل کے مقام پر رکھا ہے۔ جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے وہ ملاحظہ فرمائیے۔

دنیا میں چار قسم کے آدمی ہوتے ہیں۔ ایک وہ جسے اللہ مال بھی دے اور علم بھی، وہ ان میں اپنے پروردگار سے ڈرتا ہے اور صلہ رحمی کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا حق جانتا ہے۔ یہ آدمی سب سے اعلیٰ مرتبہ پر ہے دوسرے وہ بندے جسے اللہ نے علم تو دیا ہے لیکن مال نہیں دیا وہ

نیت کا سچا ہے اور کہتا ہے : اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں فلاں آدمی جیسے کام کرتا۔ اس کی نیت کے موافق اجر ملے گا۔ اور یہ دونوں اجر میں برابر ہیں۔ تمرا وہ ہے جسے اللہ نے مال تو دیا ہے لیکن علم نہیں دیا۔ وہ بغیر علم کے سوچے سمجھے بغیر اپنے مال میں تصرف کرتا ہے نہ اس میں اللہ سے ڈرتا ہے نہ صد رحمی کرتا ہے اور نہ اس میں اللہ کا حق جانتا ہے۔ یہ شخص سب سے بڑے مرتبہ پر ہے۔ اور چوتھا وہ جسے اللہ نے مال دیا ہو اور نہ علم، وہ کہتا ہے کہ اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں فلاں آدمی جیسے کام کرتا۔ ایسے شخص سے اس کی نیت کے مطابق سلوک ہوگا۔ اور گناہ کے لوجھ میں دونوں برابر ہیں۔

اٹھانی : توبہ کرنے والا اس گناہ کی قباحت اور نقصان کو ٹھیک طرح سے سمجھ جائے۔ یعنی صحیح توبہ وہ ہوتی ہے جب گرذشتہ گناہوں کو یاد کرتے وقت ان کے ساتھ لذت و سرور کے شعور کا امکان نہ رہے۔ یا یہ کہ وہ مستقبل میں اس کام کو دوبارہ کرنے کی خواہش نہ کرے۔ ابن قیم رحمہ اللہ نے اپنی دو کتابوں الداء والدوا اور الغواہد میں گناہوں کے کئی نقصانات بتلائے ہیں جن میں سے چند ایک یہ ہیں :- علم سے محرومی، دل میں وحشت، کاموں کا گرانیبار ہونا، بدن کا کمزور پڑنا، اطاعت سے محروم رہنا، برکت کا اٹھ جانا، توفیق کی کمی، سینہ

میں گھٹن، برائیوں کا پیدا ہونا، گناہوں کا عادی ہونا، گناہ کرنے والے کا اللہ کے ہاں بھی اور لوگوں کے ہاں بھی عزت گر جانا، اس پر چوپایوں کی لعنت، ذلت کا لباس، دل پر مرگ لگ جانا، لعنت کے تحت داخل ہونا، دعا کا قبول نہ ہونا، بحرور میں فساد ہونا، غیرت کا ختم ہونا، شرم کا انٹھ جانا، نعمتوں کا زوال، کراہت کا نزول، نافرمان کے دل میں رعب بیٹھ جانا، شیطان کی قید میں جا پڑنا، برا انجام اور آخرت کا عذاب۔

اگر کسی کو گناہوں کے ان نقصانات کی ایسی معرفت حاصل ہو جائے تو وہ اسے کمیتہ گناہوں سے دور رکھے گی۔

پھر کچھ لوگ ایسے ہیں جو ایک نافرمانی کا کام چھوڑتے ہیں۔ تو کسی دوسری نافرمانی میں جا پڑتے ہیں جس کے اسباب میں سے چند یہ ہیں:-

۱. وہ یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ اس کا گناہ ہلکا ہے۔

۲. اس دوسرے گناہ کی طرف نفس کا جھکاؤ ہوتا ہے اور اس کی خواہش قوی تر ہوتی ہے،

۳. اس برائی کے لئے احوال و ظروف دوسری برائیوں کی نسبت زیادہ میسر ہوتے ہیں۔ بخلاف اس نافرمانی کے جس کے لئے کسی سامان اور تیاری کی ضرورت ہو اور ایسے اسباب بقدر ضرورت موجود نہیں ہوتے۔
۴. اس کے دوست اور ساتھی اس معصیت پر قائم و دائم ہوتے ہیں

جنیں چھوڑنا اسے دشوار ہو جاتا ہے۔

۵ کبھی یوں ہوتا ہے کہ وہ معینِ محیت اس کے ساتھیوں میں اس عاصی کا ایک خاص مرتبہ اور مقام بنادیتی ہے اور مرتبہ کا باقی نہ رہتا اس پر گرانبار ہوتا ہے۔ لہذا وہ یہ محیت کا کام کئے جاتا ہے۔ جیسے بعض شروف ساد پر مبنی جماعتوں کے رہیوں کی یہی صورت ہوتی ہے۔ اور یہی بات فخش گو شاعر ابو نواس کی تھی جب واعظ شاعر ابوالحاتیہ نے اسے نصیحت کی اور عاصی کی حمایت کرنے سے دین کی بے حرمتی پر اسے ملامت کی تو ابو نواس نے یہ شعر پڑھے۔

اسے ابوالحاتیہ کیا تو مجھے یہ سمجھتا ہے کہ میں اس لہو لعب کو چھوڑ دوں گا۔

کیا تو یہ سمجھتا ہے کہ مجھے جو مرتبہ ان لوگوں میں حاصل ہے، میں درویشی اختیار کر کے اسے بگاڑوں گا۔

اٹھالٹ : توبہ کرنے والا جلد از جلد توبہ کی طرف متوجہ ہو، کیونکہ توبہ کرنے میں تاخیر بذاتِ خود ایک الگ گناہ ہے جس کے لئے توبہ کی ضرورت ہے۔

الراج : توبہ کرنے والے کو چاہیے کہ اپنی توبہ میں نفس سے ڈر تار ہے۔ یہ نہ سمجھ بیٹھے کہ توبہ یقیناً قبول ہو جائے گی اور اپنی ذات پر اعتماد کر بیٹھے اور اللہ کی تدبیر سے نذر ہو جائے۔

الخامس : اگر مملکن ہو تو جو اللہ کا حق فوت ہو چکا ہے اسے پورا کرے۔ جیسے ماضی میں اس نے زکوہ ادا نہ کی ہو اور اس لئے بھی کہ اس میں فقیر کا بھی اسی طرح حق ہے۔

الساویں : نافرمانی والی جگہ کو چھوڑ دے، اگر اسے یہ خطرہ ہو تو اس کا ویاں موجود رہنا اسے دوبارہ نافرمانی میں مبتلا کر دے گا۔

السابع : جو شخص معصیت میں اس کی اعانت کرتا ہے، اسے بھی چھوڑ دے (یہ اور اس سے پہلی شق اس حدیث کے نوائد میں جس میں کسی کے سو آدمیوں کو قتل کرنے کا ذکر ہے اور یہ حدیث عنقریب آگے آرہی ہے)۔

الله تعالیٰ فرماتے ہیں :- **الْأَوَّلُ لَا يَوْمَ مَهْدَىٰ بَعْدَهُمْ لِيَعْفِنَ عَدُوُّ لَا لِيَتَقْبَلُنَّ**
اس دن سب دوست ایک دوسرے کے دشمن بن جائیں گے مساوئے ان کے جو پرہیز گار ہیں۔

اور قیامت کے دن برے ہم نہیں ایک دوسرے کو لعنت کریں گے۔ لہذا اے تائب! اگر تو انہیں دعوت دینے سے عاجز ہے تو تیرے لئے ان سے جدا ہونا، انہیں پرے چھینکنا، ان سے باہیکاث اور ان سے بچنا ضروری ہے اور دیکھنا کیسیں شیطان تم پر جراءت نہ کر بیٹھے کہ وہ لوگ تجھے دعوت دیں تو شیطان تیرے ان کی طرف لوٹے کے کام کو تجھے مزین کر دکھلائے اور تو یہ سمجھنے لگے کہ میں تو کمزور ہوں

جو ان کے مقابلے پر لھڑ نہیں سکتا۔
 اور ایسے واقعات بکثرت پیش آچکے ہیں کہ ماضی کے دوستوں سے
 تعلقات کی بناء پر کئی لوگ پھر سے اسی معصیت میں جاپڑے۔
 اثامن : اس کے پاس کچھ حرام اشیاء موجود ہوں تو انہیں تلف
 کر دیا جائے ملائش آور اشیاء آلات موسيقی جیسے عود اور مزمار یا
 تصویریں، حرام فلمیں، فحش افسانے اور ڈرامے، ایسی چیزوں کو
 توڑنا، ضائع کرنا یا جلا دینا چاہیے۔
 توبہ کو پاسیدار رکھنے کے لئے تائب کو جاہلیت کے تمام لوازمات کو
 چھوڑنا ضروری ہے ورنہ اس کا فائدہ حاصل نہ ہوگا۔ ایسے بہت سے
 واقعات ملتے ہیں کہ توبہ کرنے والوں کے کے پاس ایسی حرام اشیاء
 باقی رہ گئیں جو توبہ کو ناکام کر دینے اور ہدایت کے بعد ان کی گمراہی
 کا سبب بن گئیں۔ ہم اللہ سے ثابت قدم رہنے کی دعا کرتے ہیں۔
 اخراج : اسے بڑے دوستوں کے بجائے نیک دوست انتخاب کرنا
 چاہیے جو اس توبہ کی استقامت پر اس کے مددگار ثابت ہوں۔ اسے
 علمی مجالس اور ذکر کے حلقوں میں شامل ہونا چاہیے اور ایسے کاموں
 میں وقت صرف کرنا چاہیے جو اس کے لئے مفید ہوں تاکہ گزشتہ
 یادوں کے لئے شیطان اس کے ہاں راہ نہ پا سکے۔
 العاشر : وہ بدن جسے اس نے حرام قسم کی آمدی سے پلا ہے اس کی

طاقت کو اللہ کی راہ میں صرف کرے اور حلال ذرائع اختیار کرے تاکہ آئندہ پاکیزہ گوشت پیدا ہو۔

گیارہویں شرط : توبہ غرگہ سے پہلے اور سورج کے مغرب کی طرف سے طلوع ہونے سے پہلے کر لینا چاہیے۔ غرگہ اس آواز کو کہا جاتا ہے جو جان لکنے کے وقت حلق سے لکھتی ہے۔ مقصود یہ ہے کہ توبہ قیامت صغری اور قیامت کبری سے پہلے ہونا چاہیے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے :

(من تاب مالی اللہ قبل أن يغرغر قبل الله منه)

جو شخص نزع کے وقت سے پہلے اللہ کے حضور توبہ کر لے اللہ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے۔

نیز آپ نے فرمایا :

(من تاب قبل أن تطلع الشمس من مغربها تاب الله عليه)

جس شخص نے سورج کے مغرب سے طلوع ہونے سے پہلے توبہ کر لی اللہ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے۔

عظمیم توبہ

اب ہم یہاں اس امت کے سابقین اولین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی توبہ کے چند نمونے پیش کرتے ہیں:-

حضرت بریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ : ماعز بن مالک اسلمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے : اے اللہ کے رسول ! میں نے اپنے آپ پر ظلم کیا، میں زنا کر بیٹھا ہوں، میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے پاک کیجئے۔ آپ نے اسے واپس لوٹا دیا۔ دوسرے دن پھر ماعز آپ کے پاس آئے اور کہا : اے اللہ کے رسول ! میں نے زنا کیا ہے۔ آپ نے دوبارہ اسے واپس لوٹا دیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی قوم کے پاس آدمی بھیجا اور ان سے پوچھا : کیا تم جانتے ہو کہ اس کی عقل میں کچھ فتور ہو؟ یا کوئی الہی بات ہے تم ناپسند کرتے ہو؟

وہ کہنے لگے ہم تو یہی جانتے ہیں کہ اس کی عقل درست ہے۔ ہمارے دیکھنے میں تدرست آدمیوں میں سے ہے۔ پھر ماعز تیسری بار محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ تو آپ نے پھر ان کی قوم کی طرف آدمی بھیجا اور ان سے ماعز کی بابت پوچھا تو انہوں نے بتلایا کہ

نہ ماعز میں کوئی نقص ہے اور نہ اس کی عقل میں۔ پھر جب چوتھی بار ماعز آئے تو آپ نے اس کے لئے ایک گرمھا کھدا یا۔ پھر لوگوں کو رحم کا حکم دیا چنانچہ انہیں رحم کر دیا گیا۔

راوی کہتے ہیں کہ غامدیہ عورت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہ پاس آئی اور کہنے لگی اے اللہ کے رسول! میں نے زنا کا ارکاپ کیا ہے، مجھے پاک فرمائیے۔ آپ نے اسے واپس لوٹا دیا۔ دوسرے دن وہ پھر آکر کہنے لگی: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ مجھے کیوں واپس لوٹاتے ہیں۔ شاید مجھے آپ اسی طرح واپس لوٹا رہے ہیں جیسے ماعز کو واپس لوٹا دیا تھا۔ اللہ کی قسم! میں تو حاملہ ہو چکی۔ آپ نے فرمایا:

یہ بات نہیں۔ تم جاؤ تا آنکہ تم سارے بچہ پیدا ہو۔

راوی کہتا ہے کہ جب اس عورت کے بچہ پیدا ہو گیا۔ تو وہ بچے کو ایک چیستھے میں پیشے ہوئے آئی اور کہنے لگی۔ یہ ہے بچہ جو میں نے جنا ہے۔ آپ نے اس سے فرمایا:-

جاو، اس بچے کو دودھ پلاو تا آنکہ اسے دودھ چھڑا دو۔

پھر جب اس نے دودھ چھڑایا تو بچہ کو لے کر حاضر ہوئی جس کے ہاتھ میں روٹی کا ایک ٹکڑا تھا۔ اور کہنے لگی: اے اللہ کے رسول!

میں نے اس کا دودھ چھڑا دیا ہے اور اب یہ کھانا کھانے لگا ہے۔ آپ نے وہ بچہ کسی مسلمان کے حوالے کیا پھر اس کے رجم کا حکم دیا۔ چنانچہ اس عورت کے سینہ تک گرھا کھوادیا گیا۔ آپ نے لوگوں کو حکم دیا جنہوں نے اسے رجم کر دیا۔ حضرت خالد بن ولید آگے بڑھے اور اس عورت کے سر پر پتھر مارا تو اس کے خون کے چھینٹے حضرت خالدؓ کے سر پر آپڑے تو انہوں نے اس عورت کو گالی دی، جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سن لیا۔ آپ نے خالدؓ سے فرمایا:- (مَهْلًا يَا خَالدًا! فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَدْ تَابَتْ تُوبَةً لَوْ تَابَهَا صاحب مکس لغفرله)

خالد! یہ کیا بات ہوئی اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ اگر محسول لینے والا بھی اس عورت جیسی توبہ کرے تو اسے بھی معاف کر دیا جائے۔

اور ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ نے اس عورت کو رجم کیا پھر آپ اس پر نماز جنازہ بھی پڑھتے ہیں آپ نے فرمایا:-

(لَقَدْ تَابَتْ تُوبَةً لَوْ قَسْمَتْ بَيْنَ سَبْعِينَ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ وَ سَعْتُهُمْ، وَهَلْ وَجَدْتَ شَيْنَا أَفْضَلَ مِنْ أَنْ جَادَتْ بِنَفْسِهَا لِلَّهِ (عَزَّوَجَلَّ))

اس عورت نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر مدینہ کے ستر آدمیوں پر
لیکم کی جائے تو ان سب کو کافی ہو۔ کیا اس سے بھی افضل کوئی
بات ہو سکتی ہے کہ اس عورت نے اللہ عز و جل کے لئے اپنی جان
قریان کر دی۔

توبہ اپنے سے پہلے گناہوں کو مٹا دیتی ہے۔

کبھی قائل یوں کہتا ہے کہ : میں تو توبہ کرنا چاہتا ہوں لیکن اس
بات کی کون ضمانت دے سکتا ہے کہ اگر میں توبہ کروں تو اللہ مجھے
معاف کر دے گا۔ میں ثابت قدی کی راہ پر چلنے میں رغبت رکھتا
ہوں لیکن میرا شعور مجھے تردد میں ڈال دیتا ہے۔ اگر مجھے یقینی طور پر
علم ہو جائے کہ اللہ مجھے ضرور معاف فرمادے گا تو میں یقیناً توبہ کر لوں۔

تو اس کا جواب یہ کہ شعور کی مداخلت کا جو احساس آپ کو ہوا
ہے یہ آپ سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے
بھی چند ایک کو ہوا تھا۔

اور اگر آپ درج ذیل دو روایات میں یقین کے ساتھ غور کریں گے
تو الشاء اللہ آپ کے دل میں جو وہم ہے وہ دور ہو جائے گا۔

امام مسلم رحمہ اللہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے اسلام
لانے کا قصہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں :-

”پھر جب اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں اسلام کی محبت پیدا کر دی تو میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا: اپنا دایاں ہاتھ آگے بڑھائیے تاکہ میں بیعت کروں۔ آپ نے ہاتھ آگے بڑھایا جسے میں نے اپنے ہاتھ میں پکڑ لیا۔ آپ نے فرمایا ”اے عمرو! تم سارا کیا معاملہ ہے؟ میں نے کہا: میں ایک شرط لگانا چاہتا ہوں آپ نے پوچھا ”کس بات کی شرط؟“ میں نے کہا: اس بات کی کہ اللہ تعالیٰ مجھے معاف کر دے۔ تو آپ نے فرمایا:-

(أَمَا عَلِمْتَ يَا عُمَرُ أَنَّ الْإِسْلَامَ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهُ وَأَنَّ
الْهِجْرَةَ تَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهَا، وَأَنَّ الْحِجَّةَ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهَا؟)
کیا تجھے یہ معلوم نہیں کہ اسلام اپنے سے پسلے کے گناہوں کو ختم کر ڈالتا ہے اور ہجرت اپنے سے پسلے گناہوں کو ختم کر ڈالتی ہے اور حج اپنے سے پسلے گناہوں کو ختم کر ڈالتا ہے؟

نیز امام مسلم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ:-
”مشرکین میں سے کچھ لوگوں نے قتل کئے تو بت، اور زنا کیا تھا تو بت۔ پھر وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آگر کہنے لگے۔“ جس ذات کی آپ بات کرتے ہیں جس چیز کی دعوت دیتے ہیں وہ اچھی ہے۔ کاش کہ آپ ہمیں یہ بلادیتے کہ ہمارے اعمال کا کفارہ کیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:-

وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَمْلُوكًا لَّهُ أَخْرُوٌ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَمَ اللَّهُ إِلَّا
بِالْعَقْدِ وَلَا يَرْجُونَ حَوْنَانًا مِّنْ يَنْعَلُ ذَلِكَ يَلْقَى أَقْنَانًا

اور وہ لوگ جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے۔ نہ
ہی وہ کسی ایسے شخص کو مارتے ہیں جسے مارنا اللہ نے حرام کیا ہے مگر
جسے مارنا حق ہے نہ ہی وہ زنا کرتے ہیں اور جو شخص یہ کام کرے
گا اپنے گناہوں کے انعام کو ٹھپنے گا۔

نیز یہ آیت نازل ہوئی :-

ثُلُّ يَعِيَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ لَا يَعْنَتُونَا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ
اے سیرے بندو! جو اپنی جانوں پر زیادتی کرچکے ہو، اللہ کی رحمت
سے ناامید نہ ہونا۔

کیا اللہ مجھے بخش دے گا؟

اور کبھی آپ یوں کہتے ہیں کہ : میں توبہ تو کرنا چاہتا ہوں لیکن میرے گناہ اتنے زیادہ ہیں کہ فواحش کی کوئی قسم الیکی نہیں ہے میں نے چھوڑا ہو اور کیا نہ ہو، وہ گناہ جو تخیل میں آئکتے ہیں اور جو نہیں آئکتے ان کا میں اس حد تک ارکاب کر چکا ہوں کہ میں سمجھتا ہوں کہ اس طویل عرصہ میں جو کچھ کر چکا ہوں اللہ کا انہیں مجھ سے معاف کر دینا ممکن ہو گا؟

اے میرے قابل احترام بھائی! میں آپ سے یہ کہتا ہوں کہ یہ مشکل خاص کر آپ ہی کو پیش نہیں آئی بلکہ جو لوگ بھی توبہ کرتے ہیں ان میں سے آئش کو یہ مشکل پیش آتی ہے اس سلسلہ میں میں ایک نوجوان کی مثال پیش کرتا ہوں جس نے ایک دفعہ یوں سوال کیا کہ : میں چھوٹی عمر سے ہی نافرمانیوں اور گناہوں میں پڑ گیا تھا اور اس وقت میری عمر صرف سترہ سال ہے۔ میرے بے حیال کے چھوٹے بڑے گناہوں کی فرست بڑی طویل ہے جن کی انواع بھی مختلف ہیں اور چھوٹے بڑے سب طرح کے لوگوں سے یہ کام کرتا رہا ہوں حتیٰ کہ میں نے ایک چھوٹی سی لڑکی پر بھی زیادتی کی ہے

اور میں کئی بار چوریاں بھی کرچکا ہوں پھر وہ کہنے لگا : اب میں نے اللہ عزوجل کے حضور توبہ کی ہے میں قیام بھی کرتا ہوں اور بعض راتوں کو تجدیبھی گزارتا ہوں اور ہر سو موار اور جمادات کو روزہ بھی رکھتا ہوں اور صبح کی نماز کے بعد قرآن کریم بھی پڑھتا ہوں کیا میرے لئے توبہ کی گنجائش ہے ؟

ہم اہل اسلام کے پاس جو مبدأ ہے وہ یہ ہے کہ ہم احکام کی تلاش اور مسائل کے حل اور ان کے علاج کے لئے کتاب و حدت کی طرف رجوع کریں۔ اور جب ہم کتاب اللہ کی طرف آتے ہیں تو ہمیں اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ملتا ہے :-

ثُلُّ يَعْمَلُونَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا مَا لَمْ يُكْفِرُوا مِنْ عَصَمَةِ الْمُعْنَى إِنَّ اللَّهَ
يَعْفُرُ الظُّنُوبَ جَمِيعَهَا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ۚ وَإِنَّمَا يُوَلِّ إِلَيْهِمُ وَآسِلَمُوا لَهُ

اے میرے بندو! جو اپنی جانوں پر زیادتی کرچکے ہو، اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہونا۔ بلاشبہ اللہ سارے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ بلاشبہ وہ بخشنے والا نہایت مریان ہے لہذا تم اپنے پروردگار کی طرف رجوع کرو اور اس کے فرمانبردار بن جاؤ۔

یہ ہے اس مذکورہ مشکل کا ٹھیک ٹھیک جواب، جو اس قدر واضح ہے جس کی تشریع و وضاحت کی ضرورت نہیں۔

رہا یہ احساس کہ گناہ اس قدر زیادہ ہیں کہ شامد ہی اللہ انہیں بخشنے تو

یہ بات بندے کی اپنے پروردگار کی رحمت کی وسعت پر یقین نہ ہونے کی پیداوار ہے۔ یہ پہلی بات ہوئی۔

اور دوسری بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے متعلق ایمان میں لقص ہے کہ وہ سارے کے سارے گناہ بکش سکتا ہے۔

اور تیسرا یہ کہ اعمال قلوب میں سے ایک نہایت اہم عمل یعنی امید میں ضعف ہے۔

اور چوتھی یہ کہ توبہ قبول ہونے پر بھی اس میں گناہوں کو مٹادینے کی قدرت نہیں۔

اب ہم ان میں سے ہر ایک کا جواب دیں گے۔
پہلی بات کی وضاحت کے لئے تو اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہی کافی ہے:-

وَرَحْمَةً وَسِعَةً لِكُلِّ شَيْءٍ

اور میری رحمت ہر چیز کو محیط ہے۔

اور دوسری بات کی وضاحت میں درج ذیل قدسی حدیث کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:- (قال تعالیٰ من علم اُنی ذو قدرة على مغفرة الذنوب غفرت له و لا أبالي، مالم يشرك بي شيئاً) وذاك ماذا لقي العبد ربه في الآخرة۔

”جسے علم ہو گیا کہ میں گناہ معاف کرنے کی قدرت رکھتا ہوں تو میں اس کے گناہ بکش دوں گا۔ بشرطیکہ اس نے میرے ساتھ شرک

نہ کیا ہو" اس کے بعد آپ نے فرمایا۔ یہ بات آخرت میں ہو گی جب
بندہ اپنے پور دگار کو ملے گا۔

اور تیسرا بات کا درج فیل عظیم قدسی حدیث علاج کر دیتی ہے:-
(یا ابن ادم انک مادعو تی و رجو تی غرفت لک علی
ماکان منک ولا بالي، یا ابن آدم لو بلغت ذنوبک عنان
السماء ثم استغفرني غرفت لک ولا بالي، یا ابن آدم لو
انک أتیتی بقرب الأرض خطایا ثم لقیتی لا تشرک بی
شینا لأتیتک بقربابها مغفرة)

اے ابن آدم! تو جب بھی مجھے یکارے اور مجھ سے توقع رکھے تو
تیرے جتنے بھی گناہ ہوں گے میں مجھے بخش دوں گا اور مجھے اس کی
چند اس پروا نہیں، اے ابن آدم! اگر تیرے گناہ آسان کی بلندی کو
پہنچ جائیں پھر تو مجھ سے بخشش طلب کرے تو میں مجھے بخش
دوں گا اور مجھے اس کی کچھ پروا نہیں۔ اے ابن آدم! اگر تو زمین
بھر گناہ لے کر آئے پھر مجھے اس حال میں ملے کہ تو نے میرے
ساتھ شرک نہ کیا ہو تو میں زمین بھر بخش لے کر تیرے پاس
آؤں گا۔

اور چوتھی بات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی درج فیل
حدیث کفایت کرتی ہے:- (التائب من الذنب کمن لا ذنب له)

گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہیں۔ جس شخص کو یہ خیال ہو کہ اس کے گناہ اس قدر زیادہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں معاف نہیں کرے گا اس کے لئے ہم یہ حدیث بیان کرتے ہیں:-

سو آدمیوں کا قاتل

ابو سعید بن مالک بن سنان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ کے بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

تم سے پہلے لوگوں میں سے ایک شخص نے ننانوے آدمیوں کو قتل کیا تھا اس نے لوگوں سے پوچھا کہ اس وقت زمین میں سب سے زیادہ عالم کون ہے تو اسے ایک راہب کا پتہ دیا گیا وہ اس کے پاس آیا اور کہنے لگا: میں نے ننانوے آدمی قتل کیے ہیں، میرے لئے توبہ کی کوئی گنجائش ہے؟ راہب نے کہا: نہیں تو اس نے اسے بھی قتل کر کے سو پورے کر دیے۔ پھر اس نے لوگوں سے پوچھا کہ اہل زمین کا سب سے بڑا عالم کون ہے؟ تو اسے ایک عالم کا پتہ بتایا گیا۔ اس نے عالم سے کہا کہ میں نے سو آدمی قتل کئے ہیں کیا میرے لئے توبہ کی گنجائش ہے؟ عالم نے کہا: ہاں۔ تمہارے اور توبہ کے درمیان کوئی چیز حاصل نہیں۔ تم فلاں علاقہ کی طرف چلے جاؤ ہاں لوگ اللہ کی

عبدات کرتے ہیں تم بھی ان کے ساتھ اللہ کی عبادت کرو اور اپنے
وطن کی طرف نہ جانا، وہ برا علاقہ ہے چنانچہ وہ ادھر روانہ ہو گیا۔
ابھی آدھا راستہ ہی طے کیا تھا کہ موت نے آیا۔ اب اس کے
بارے میں رحمت کے اور عذاب کے فرشتے جھگڑا کرنے لگے۔ رحمت
کے فرشتوں نے کما کہ یہ آدمی سچے دل سے تائب ہو کر اللہ تعالیٰ کی
راہ پر چل کھلا ہوا تھا اور عذاب کے فرشتوں نے کما: اس نے تو
کبھی بھلا کام کیا ہی نہ تھا۔ اب ان کے پاس ایک فرشتہ آدمی کی
صورت میں آیا۔ تو ان دونوں نے اسے اپنا ثالث بنا لیا اس نے کما
یہاں سے دونوں اطراف کی زمین ناپ لو، یہ آدمی جس طرف کو
قریب ہوگا وہی فرشتہ اس کی روح لے گا۔ انہوں نے زمین ناپی تو
معلوم ہوا کہ وہ علاقہ قریب تھا جدھر کا اس نے رخ کیا تھا چنانچہ
رحمت کے فرشتے اسے لے گئے۔

اور صحیح میں ایک دوسری روایت میں ہے:-

انہوں نے ناپانیک لوگوں کی بستی باشت بھر قریب لکھی تو اس شخص
کو نیک لوگوں میں شمار کرایا گیا۔

اور صحیح میں ایک اور روایت میں ہے:-

اللہ تعالیٰ نے اس طرف کی زمین کو حکم دیا کہ دور ہو جاؤ اور اس
طرف کی زمین کو حکم دیا کہ قریب ہو جاؤ۔ پھر فرشتوں سے ناپنے کو کما۔

تو انہوں نے نیک لوگوں کی بستی کو باشت بھر قریب پایا، چنانچہ اس کو بخش دیا گیا۔

ہاں ہاں! اس شخص اور اس کی توبہ کے درمیان کیا چیز حائل ہو سکتی تھی؟ لہذا اے توبہ کا ارادہ کرنے والے، ذرا سوچو تو سی کہ تمہارے گناہ اس شخص سے زیادہ ہیں جسے اللہ نے معاف کر دیا تھا۔ پھر یہ مایوسی کیسی؟ جبکہ اے میرے مسلم بھائی! معاملہ اس سے بھی بڑا ہے ذرا اللہ تعالیٰ کے اس قول میں غور فرمائیے۔ **وَالَّذِينَ لَا يَذِدُونَ مَمْلَوِّلَهُمْ**
الْخَرَقُولَا يَقْتَلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْمُعْتَدِلِ وَلَا يَرْتَكِبُونَ مَا مُنْهَى إِلَيْهِمْ
ذَلِكَ يَلْقَى أَثَاماً فَلَا يُضْعَفُ لَهُ الْعَدَابُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَيَعْلَمُ فِيمَ مُهَلَّكَةٍ
إِلَئِنَّ تَابَ وَأَمْنَ وَعَمِلَ صَالِحَاتٍ فَلَا يُنَبِّئُنَّ اللَّهُ بِيَوْمِهِمْ حَتَّىٰ
وَكَانَ اللَّهُ غَفُوراً لِّعِصَمِهِمْ

اور لوگ جو اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو نہیں پکارتے اور جس جان کو اللہ نے مار ڈالنا حرام کیا ہے اسے قتل نہیں کرتے مگر جائز طریق سے اور نہ ہی بد کاری کرتے ہیں اور جو شخص ایسے کام کرے گا سخت گناہ میں مبتلا ہوگا۔ قیامت کے دن اس کو دو گناہ عذاب ہو گا اور وہ ذلت و خواری سے ہمیشہ اس میں رہے گا۔ مگر جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور اچھے کام کئے تو ایسے لوگوں کے گناہوں کو اللہ نیکیوں

سے بدل دے گا اور اللہ تو بہت بخشنے والا اور مریان ہے۔
(الفرقان آیت ۶۸ تا ۷۰)

نیز اللہ تعالیٰ کے قول فاولیک یبدل اللہ سیناتہم حسنات (الفرقان : آیت ۷۰) پر وقہ سے آپ کے لئے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ بہت بڑا فضل ہے۔ علماء کہتے ہیں کہ اس تبدیلی کی دو قسمیں ہیں:-

پہلی قسم یہ ہے کہ بری صفات اچھی صفات میں بدل دی جائیں۔ جیسے شرک کو ایمان سے، زنا کو عفت و احسان سے، جھوٹ کو حق سے اور خیانت کو امانت سے بدل دیا جائے وغیرہ وغیرہ۔

اور دوسری یہ کہ جو برائیاں انہوں نے کی ہیں قیامت کے دن انہیں نیکیوں سے بدل دیا جائے گا۔ آپ اللہ تعالیٰ کے قول یبدل اللہ سیناتہم حسنات میں غور فرمائیے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں کہا کہ ہر برائی نیکی میں تبدیل ہوگی۔ ہو سکتا ہے کہ وہ تعداد میں کم ہوں یا برابر ہوں یا زیادہ ہوں اور یہ تبدیلی تائب کے صدق اور اس کی توبہ کے کمال کے مطابق ہوگی۔ کیا آپ اس فضل سے بھی بڑا کوئی فضل دیکھ سکتے ہیں؟ نیز اس اللہ کی مریانی کی مزید تفصیل درج ذلیل حدیث مبارکہ میں ملاحظہ فرمائیے:-

عبدالرحمن بن جبیر ابو طول شطب، جو دراز اور خوبصورت قد والے

تھے، کے متعلق روایت کرتے ہیں کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ (اور دوسری روایت میں یوں ہے کہ ایک یوڑھا نحیف آدی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ جس کی پلکیں اس کی آنکھوں پر پڑ رہی تھیں۔ اور وہ اپنی لاثمی پر ٹیک لگائے ہوئے تھا اور آکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑا ہو کر کہنے لگا) بھلا دیکھئے ایک ایسا شخص ہے جس نے سارے گناہ کر دیا ہیں، نہ کوئی چھوٹا چھوڑا ہے اور نہ بڑا۔ وہ سب کچھ ہی کرتا ہے۔ (اور ایک روایت میں یوں ہے کہ اس نے اتنے گناہ کئے ہیں کہ اگر وہ پوری زمین والوں پر فیض کئے جائیں تو سب کو ہلاک کر دیں تو کیا ایسے شخص کے لئے توبہ کی گنجائش ہے؟ آپ نے اس سے پوچھا: کیا تو اسلام لاتا ہے؟ اس نے کہا: میرا معاملہ تو یہ ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں۔ تو آپ نے فرمایا:- (تفعل الخيرات و ترك السيئات فيجعلهن الله لك خيرات كلهن)

اچھے کام کرو اور برسے کام چھوڑ دو۔ تو اللہ تعالیٰ تمہارے لئے سب کچھ نیکیاں بنادے گا۔

وہ کہنے لگا: اور میری فریب کاریاں اور نافرمانیاں۔ آپ نے فرمایا: ہاں (انہیں بھی نیکیاں بنادے گا) اس شخص نے اللہ اکبر کہا۔ اور تکمیل کرتا

ہی بہاتر کر آنکھوں سے او جھل ہو گیا۔

اس مقام پر تائب یہ پوچھ سکتا ہے کہ : میں جب گمراہ تھا، نماز ادا نہیں کرتا تھا، ملت اسلام سے خارج تھا، اس وقت میں نے کچھ اچھے کام بھی کئے تھے کیا توبہ کے بعد وہ شمار ہوں گے یا رائے گاں ہی جائیں گے۔

اور اس کا جواب یہ ہے کہ عروہ بن زبیر کہتے ہیں کہ انہیں حکیم بن حرام نے بتایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا : اے اللہ کے رسول! دیکھئے میں نے دور جاہلیت میں جو صدقہ یا غلام آزاد کئے یا صدر حمی کی تو ان کاموں کا مجھے اجر ملے گا؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

(أَسْلَمْتَ عَلَى مَا أَسْلَفْتَ مِنْ خَيْرٍ)

تو اسلام اس بات پر لایا ہے کہ تیری یہ سابقہ بھلاسیاں برقرار رہیں۔ گویا توبہ کے بعد یہ گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ اور یہ برائیاں نیکیوں میں بدل جائیں گی اور دور جاہلیت کی نیکیاں کرنے والے کے لئے برقرار رہیں گی تو اب باقی کیا رہ گیا!

جب میں گناہ کروں تو پھر کیا کروں۔

کبھی آپ یوں کہتے ہیں کہ جب مجھ سے گناہ سرزد ہو تو پھر میں اس سے توبہ کیسے کروں۔ اس گناہ کے بعد وہ کوئی کام ہے جو مجھے فوراً کرنا چاہیے۔

جواب : گناہ چھوڑنے کے بعد وہ کام کرنا چاہیں۔
 پہلا کام دل کا عمل ہے کہ وہ پیشان ہو اور آئندہ کبھی وہ کام نہ کرنے کا پختہ ارادہ کرے اور یہ اللہ سے ڈر کا نتیجہ ہوتا ہے۔
 دوسرا کام اعضاء کا عمل ہے کہ وہ مختلف قسم کے نیکی کے کام کرے جن میں سے ایک توبہ کی نماز بھی ہے جس کی صراحت یوں ہے:-
 حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے سنا کہ (ما من رجل يذنب ذنبًا ثم يقوم فيتطهر ثم يصلبي "ركعتين" ثم يستغفر الله غفر الله له) جس شخص سے کوئی گناہ سرزد ہو، پھر وہ پاک صاف ہو، پھر وہ رکعت نماز ادا کرے، پھر اللہ سے بخشش مانگے تو اللہ اسے معاف کر دیتا ہے۔
 پھر آپ نے یہ آیت پڑھی:-

وَالَّذِينَ إِذَا قَاتَلُوا أَجْحَدُوهُمْ ذَكْرُوا اللَّهَ فَأَنْسَكُفُرُوا الْذِيْنَ يُهُجِّمُونَ
وَمَنْ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا اللَّهُ ۗ وَلَمْ يُؤْمِنُوا بِالْأَعْذَالِ مَا فَعَلُوا وَلَمْ يَعْلَمُوْنَ ۝

اور وہ لوگ کہ جب کوئی برا کام کرتے یا اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھتے ہیں تو اللہ کو یاد کرتے اور اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں۔ اور اللہ کے سوا گناہ معاف کرنے والا ہے بھی کون؟ اور وہ اپنے کئے ہوئے کام پر اصرار نہیں کرتے۔ اور وہ یہ بات جانتے ہیں، (آل عمران: ۱۲۵):
بَصَرَ كَچَھُ دُو سَرِيْ بِحِجَّ رَوَايَاتِ بَھِيْ ہیں جِنْ میں ان گناہوں کو وور کرنے والی دو رکعات کی ووسری صفات مذکور ہیں جِنْ کا خلاصہ یہ ہے۔
(۱) جو شخص بھی وضو کرے اور اچھی طرح سے کرے (کیونکہ جس پانی سے اعضاء کو وھویا جاتا ہے اس پانی سے اعضاء سے گناہ بھی لکل جاتے ہیں یا پانی کے آخری قطرہ کے ساتھ لکل جاتے ہیں)
اور اچھی طرح وضو کرنا یوں ہے کہ وضو کرنے سے پہلے بسم اللہ پڑھے اور اس کے بعد اذکار کرے جو یہ ہیں۔

(اَشَهَدُ اَنَّ لَا إِلَهَ اِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَ اَشَهَدُ اَنَّ
مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَ رَسُولُهُ (أو) اللَّهُمَّ اجْعُلْنِي مِنَ التَّوَابِينَ وَ
اجْعُلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِينَ (أو) اللَّهُمَّ وَ بِحَمْدِكَ اَشَهَدُ اَنَّ لَا
إِلَهَ اِلَّا اَنْتَ، اسْتَغْفِرُكَ وَ اتُوَابُ إِلَيْكَ)

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ایک ہے جس

کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

اے اللہ! مجھے توبہ کرتے رہنے والوں سے بنا دے اور صاف سفرے رہنے والوں سے بنا دے۔

اے اللہ! تیری تعریف کے ساتھ میں یہ گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں میں تجھ سے بخشش چاہتا ہوں اور تیرے حضور توبہ کرتا ہوں۔

(یہ اذکار و ضو کے بعد کے ہیں اور ان میں سے ہر ایک کا بڑا اجر ہے)۔
(۱) کھرا ہو کر دو رکعت نماز ادا کرے۔

(۲) اپنے دل کو سامنے رکھے اور ان پر پوری طرح متوجہ ہو۔
(۳) ان میں بھولے نہیں

(۴) ان میں اپنے دل میں بھی کوئی بات نہ کرے

(۵) ان میں ذکر اور خشوع اچھی طرح کرے

(۶) پھر اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگئے اور اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ:-

(۱) اس کے سابقہ گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

(۲) اور جنت اس کے لئے واجب ہو جائے گی

پھر اس کے بعد نیک اور اطاعت کے کام بکشت کرنا چاہئے۔ آپ دیکھتے نہیں کہ صلحِ حدیبیہ کے موقع پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مباحثہ کیا۔ پھر جب انہیں اپنی غلطی کا احساس ہو گیا تو اس کے بعد کئی اچھے کام کئے تاکہ وہ گناہ کو دور کر دیں۔

اس طرح اس صحیح حدیث میں بھی غور فرمائیے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(ان مثل الذي ي العمل السیئات ثم ي العمل الحسنات كمثل
رجل كانت عليه درع (لباس من حديد يرتديه المقاتل)
ضیقة، قد خنقته، ثم عمل حسنة فانفکت حلقة، ثم عمل
آخری فانفکت الأخرى حتى يخرج مالی الأرض)

جو برسے کام کرتا ہو، پھر اچھے کام کرے اس کی مثال اس آدمی جیسی ہے جس نے نگ کی زرہ (لوہے کا لباس جس کو جنگ کرنے والا پہنتا ہے) پہن رکھی ہو۔ جس نے اس کا گلا گھونٹ رکھا ہو پھر وہ ایک نیکی کرتا ہے تو اس کا ایک حلقہ کھل جاتا ہے اور دوسری کرتا ہے تو دوسرا کھل جاتا ہے حتیٰ کہ وہ آزاد پھر نے لگتا ہے۔

گویا نیکیاں گھنگار کو معصیت کی قید سے آزاد کر دیتی ہیں اور اسے اطاعت کے کھلے میدان کی طرف لے جاتی ہیں۔ اور اسے میرے بھائی! آپ کے لئے درج ذیل عبرتیک تصور کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے:-
حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک

آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا:-

اے اللہ کے رسول! باغ میں مجھے ایک عورت مل گئی اور میں نے جماع کے سوا جو کچھ ہو سکتا تھا اس سے کیا میں نے اس کا بوسہ لیا اور اسے اپنے ساتھ چھڑایا۔ اب میرے ساتھ آپ جو چاہیں سلوک کیجئے۔ اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ بھی نہ کہا تو وہ شخص جانے لگا حضرت عمرؓ نے اسے کہا ”اللہ نے تمہارا پرودہ رکھا تھا تو تمہیں خود بھی اپنا پرودہ رکھنا چاہئے تھا۔“ اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف دیکھا اور کہا ”اے میری طرف بھیجو۔ لوگوں نے اسے آپؐ کی طرف لوٹایا تو آپؐ نے اسے یہ آیت پڑھ کر سنائی:- وَاقِعُ الْقَلْوَةِ طَرِيقُ النَّهَارِ وَرُزْلُقًا قَنْ الْيَنِيْرَ إِنَّ الْمُحَسَّنَ يُذَوَّبُ
الشَّيَّاْتِ ذَلِكَ ذَكْرٌ لِّلَّذِيْكُمْ يَرِيْدُونَ“

دن کے دونوں کناروں (صبح اور شام) اور رات کی چند (پہلی) ساعت میں نماز ادا کیا کرو۔ بلاشبہ نیکیاں گناہوں کو دور کر دیتی ہیں۔ یہ ان کے لئے نصیحت ہے جو نصیحت قبول کرتے ہیں۔

حضرت معاذ کہتے ہیں _____ اور حضرت عمرؓ کی روایت میں ہے _____ اے اللہ کے رسول! کیا یہ بات صرف اس اکیلے یا اس ب لوگوں کے لئے؟ آپؐ نے فرمایا:- (بل للناس کافہ)

بلکہ یہ رعایت سب لوگوں کے لئے ہے۔

بد کردار مجھ پر چڑھائی کرتے ہیں

اور کبھی آپ یہ کہتے ہیں کہ میں تو توبہ کرنا چاہتا ہوں لیکن میرے بُرے ساتھی ہر طرف سے مجھ پر آحمدہ آور ہوتے ہیں۔ اور اگر انہیں مجھ میں کسی سبدیلی کا علم ہو جائے تو عقاب کا سا حمدہ کر دیتے ہیں اور میں اپنی کمزوری کو خوب جانتا ہوں تو اب میں کیا کروں۔

اس کے جواب میں ہم یہی کہ سکتے ہیں کہ یہی اللہ کی سنت ہے۔ وہ اپنے مخصوص بندوں کو اسی طرح آزماتا ہے تاکہ معلوم ہو سکے کہ ان میں سے سچا کون ہے اور جھوٹا کون؟ اور اسی طرح اللہ تعالیٰ پاک کو ناپاک سے ممیز کرتا ہے۔

اور اب جب آپ اس راہ پر چل لکھے ہیں تو پھر ثابت تدم رہیے یہ لوگ جوں اور انسانوں میں سے شیاطین ہیں جو ایک دوسرے کو ایگیت کرتے رہتے ہیں تاکہ آپ کو ایڑیوں کے بل پھر سے واپس لا سکیں۔ لہذا آپ ان کی بات نہ مانیے وہ آپ سے ابتدا میں یہ بھی کہیں گے کہ یہ ایسی ہوں ہے جو جلد ہی تجھ سے زائل ہو جائے گی اور یہ عارضی سی گھٹھن ہے اور کیا عجب کہ ان میں سے کوئی اپنے ساتھی سے یوں کہہ دے کہ اس کا توبہ کرنا اتنی بڑی برائی ہے جتنی کہ کوئی برائی ہو سکتی ہے۔

اور کچھ عجب نہیں کہ اس کی سیلیوں میں سے کوئی ٹیلیفون پر ہم کلام ہو اور وہ اسے یوں کہ دے کہ میں توبہ کر چکا ہوں اور مزید گناہ میں ملوث نہیں ہونا چاہتا، پھر وہ سیلی کچھ عرصہ بعد اسے ملے اور یوں کہ دے کہ ہو سکتا ہے کہ اب تک تم سے وہ وسو سے زائل ہو چکے ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

فَلَنْ أَهُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ۝ مِلِكِ النَّاسِ۝ هَالَّوَهُ النَّاسِ۝ مِنْ شَرِّ الْوَسَّاِسِ۝

الْمُنَّاسِ۝ الَّذِي يَوْسُوسُ بِنِي مُصْدُورُ النَّاسِ۝ مِنْ إِلَهَةِ النَّاسِ۝

آپ کہ دیجئے کہ میں لوگوں کے پروردگار کی پناہ مانگتا ہوں جو ان کا حقیقی بادشاہ ہے ان کا معبود ہے، اس وسو سے انداز کی برائی سے جو پچھے ہت جاتا ہے، جو لوگوں کے دلوں میں وسو سے ڈالتا ہے۔ (خواہ وہ) وہ جوں میں سے (ہو) یا السانوں میں سے۔

آپ دیکھئے کیا آپ کا پروردگار اطاعت کا زیادہ حقدار ہے یا یہ بد کردار سا تھی؟

نیز آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ وہ عنقریب ہر جگہ سے آپ پر حملہ اور ہوں گے اور آپ کو سکراہی کی طرف واپس لے جانے کے لئے ہر ممکن حرہ استعمال کریں گے۔ مجھے ایک آدمی نے توبہ کرنے کے بعد بتایا کہ اس کی ایک بڑی دوست تھی، میں مسجد کو جاہیا تھا تو اس نے اپنے ڈرائیور کو حکم دیا کہ گاڑی کو میرے پچھے لائے پھر

اس گاڑی کی کھڑکی سے مجھے مخاطب ہوئی۔ یہی وہ مقام ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:-

يُؤْتَى اللَّهُ الَّذِينَ آتُوا إِلَيْهِ الْعُولَمُ الْثَالِثَاتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ

جو لوگ ایمان لاتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں مصبوط قول کے ساتھ دنیا کی زندگی میں بھی اور آخرت میں ثابت قدم رکھے گا۔
(ابراهیم : آیت ۲۷)

وہ لوگ آپ کو ماضی کی یاد تازہ کریں گے اور مگناہوں کو ہر طرح سے مزمن کر کے دکھلائیں گے۔ یاد ہمانیوں کے ذریعے، تصویروں اور خط و کتابت کے ذریعے غرض ہر ذریعہ استعمال کریں گے۔ مگر تم ان کی بات نہ مانتا اور اس بات سے محتاط رہنا کہ وہ تجھے آزمائش میں ڈال دیں۔ ہم اب آپ سے ایک جلیل القدر صحابی حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کا قصہ بیان کرتے ہیں۔ جب وہ غزوہ تبوک سے آپھے رہ گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام صحابہ کو ان سے بائیکاٹ کا حکم دے دیا تا آنکہ اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں اجازت نازل فرمائے۔ انی دنوں غسان کے کافر (عیسیٰ) بادشاہ نے آپ کو ایک چھٹی بھیجی جس میں لکھا تھا:-

الابعد: ہمیں یہ خبر ملی ہے کہ آپ کے آقا نے آپ پر زیارتی کی ہے۔

الله تعالیٰ نے آپ کو ذلت میں رستے اور ضائع ہونے کے لئے پیدا نہیں کیا لہذا ہمارا فرض ہے کہ آپ کو مال و دولت سے نوازیں۔ گویا اس کافرنے آپ کو مال و دولت دینے کا ارادہ کیا تاکہ آپ مدینہ سے نکل جائیں اور کفر کے علاقہ میں بقیہ زندگی گزار دیں۔

اب اس جلیل القدر صحابی کا جواب
دیکھئے آپ نے خط پڑھ کر کہا:-

جب میں نے یہ خط پڑھا تو کہا: یہ ایک اور آزمائش آپہی۔ چنانچہ میں نے اسے تور (بھٹی) میں ڈالنے کا ارادہ کر لیا اور اسے جلا دیا۔ لہذا اسے مسلم بھالی سلو! تمیں بھی جب کوئی برا دوست ایسی چٹھی بھیجے تو تم بھی اسی طرح جلا دینا تا آنکہ وہ راکھ بن جائے اور یہ بات یاد رکھو کہ تم آخرت کی آگ کو جلا کر اسے راکھ بنارہ ہو۔

فَاضْرِبْ لِمَنْ وَعَدَ اللَّهُ وَحْنَ وَلَا يَسْتَعْفِنَكَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ

اور صبر کر جائے۔ پلاشبہ اللہ کا وعدہ سچا ہے اور جو لوگ آخرت کا یقین نہیں رکھتے وہ تجھے کمزور نہ بنادیں۔

وہ مجھے دھمکیاں دیتے ہیں

میں تو توبہ کرنا چاہتا ہوں لیکن میرے سابقہ دوست مجھے دھمکیاں دیتے ہیں کہ وہ لوگوں میں میری رسولیٰ کی باتیں کریں گے۔ اور قابل ذکر بزرگوں پر میرے اسرار کھوں دیں گے کیونکہ ان کے پاس تصویریں بھی ہیں اور کاغذات بھی۔ جنمیں سننے سے میں ڈرتا ہوں۔ لہذا میں خالق رہتا ہوں۔

اور ہم آپ سے یہ کہنا چاہتے ہیں کہ شیطان کے ان دوستوں سے مجاہدہ (جنگ) کیجئے۔ شیطانی تدبیر ہمیشہ کمزور ہوتی ہے، یہ سب کچھ ابلیس کے اعوان و انصار کی گرفت ہے جو تجھ پر اکٹھے ہوئے ہیں۔ مگر یاد رکھئے کہ مومن کے صبر و اشبات کے سامنے یہ چیزیں لٹھر نہیں سکتیں اور پارہ پارہ ہو کر ختم ہو جاتی ہیں۔

اور آپ کو یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ وہ لوگ آپ کے پاس آئیں یا تم ان کے ہاں جاؤ اور ان کی بات سن لو تو ان کی گرفت مضبوط سے مضبوط ہو جائے گی اور آپ اول و آخر ہر مقام پر ناکام و نامراد ہو جائیں گے۔ لہذا ہرگز ان کی بات نہ مانتا جبکہ ان کے مقابلہ اللہ سے مدد طلب کرو۔ اور کو حسبي اللہ و نعم الوکيل (مجھے میرا اللہ

ہی کافی ہے جو بہترین کارساز ہے) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی قوم سے ڈرتے تو فرماتے

(اللهم إنا نجعلك في نحورهم، و نعوذ بك من شرورهم)
اے اللہ! ہم ان کے مقابلے میں تجھے لاتے ہیں اور ان کی شرارتیں سے تیری پناہ میں آتے ہیں۔

یہ درست ہے کہ یہ موقف بڑا دشوار ہے اور اس توبہ کرنے والی مسکین رمکی کو دیکھئے جسے اس کے بروے ساتھی ملتے ہیں تو دھمکی آمیز لمحہ میں اسے کہتے ہیں : میں نے تیرے مکالے ریکارڈ کر کر ہیں اور تیرے فوٹو میرے پاس ہیں۔ اگر تو میرے ساتھ نکل جانے سے الکار کرے گی تو میں تیرے گھر والوں میں تجھے رسوا کر دوں گا۔

یہ درست ہے کہ یہ ایسا مقام ہے جس پر کوئی رہنک نہیں کر سکتا۔ پھر ان شیطان کے چیلوں کی جنگ کا یہ طریق بھی ملاحظہ کیجئے کہ اگر کوئی گانے والا یا گانے والی یا ایکٹریا ایکٹریس توبہ کر لے تو اس کا سابقہ بری قسم کا ریکارڈ ان کی زندگی اجیسی بنانے کے لئے بازاروں میں لا پھنسکتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ پر ہیزگاروں اور توبہ کرنے والوں کے ساتھ ہوتا ہے اور وہی مومنوں کا حامی و ناصر ہے۔ نہ انہیں مشکل کے وقت چھوڑتا ہے اور نہ ان سے الگ ہوتا ہے۔ اور جس بندے نے بھی اللہ کی پناہ لی وہ کبھی ناکام و نامراد نہیں ہوا۔ یاد رکھو

ختی کے ساتھ آسانی بھی آتی ہے اور تجھی کے بعد فراخی بھی ہوتی ہے اور اے توبہ کرنے والے بھائی! ہم درج ذیل قصہ آپ کے گوش گزار کرتے ہیں جو نمایت موثر اور ہمارے دعوے پر واضح ثابت ہے:-

یہ قصہ جلیل القدر صحابی مرشد بن ابو مرشد غنوی فدائی کا ہے جو کہ مکہ کے کمزور مسلمانوں کو چوری چھپے راتوں رات مدینہ لے جایا کرتے تھے یہ وہ آدمی تھا جسے مرشد بن ابو مرشد کما جاتا تھا اور یہ وہ آدمی تھا جو مکہ کے مسلمان قیدیوں کو اٹھالاتا اور انہیں مدینہ پہنچایا کرتا تھا۔ راوی کہتا ہے کہ مکہ میں ایک فاحشہ عورت تھی جس کا نام عناق تھا اور یہ عورت مرشد کی دوست ہوتی تھی۔ مرشد کہتے ہیں کہ میں نے مکہ کے قیدیوں میں سے ایک شخص سے وعدہ کر رکھا تھا کہ اسے اٹھا لے جاؤں گا۔ چنانچہ میں مکہ آیا اور ایک چاندنی رات میں مکہ کی حویلیوں میں سے ایک حویلی کی دیوار کے سامنے تک پہنچ گیا۔ اتنے میں عناق آگئی اور دیوار کی جانب سیرا نیاہ سایہ دیکھا۔ جب وہ سیرے نزدیک آئی تو اس نے مجھے پہچان لیا کہنے لگی، مرشد؟ میں نے کہا: ہاں مرشد ہوں۔ وہ کہنے لگی: مرحبا و اہلہ! آؤ آج رات ہمارے ہاں شب بسری کرو۔ ”میں نے کہا: عناق! اللہ نے زنا کو حرام قرار دیا ہے۔ اس پر اس نے بلند آواز سے کہا شروع کرو دیا۔“ اے نیمہ والو! یہ

شخص ہے جو تمہارے قیدی اٹھا لے جاتا ہے۔ مرشد کہتے ہیں کہ پھر آٹھ آدمی میرے پہنچے لگ گئے۔ میں خدمہ (مکہ کی ایک گزگاہ کے نزدیک معروف پہاڑ ہے) کی راہ پر کر ایک غار تک پہنچنے میں کامیاب ہو گیا اور اس میں داخل ہو گیا وہ لوگ یہاں تک پہنچ گئے جتنی کہ وہ میرے سر پر کھڑے تھے اور اللہ نے مجھے دیکھنے سے انہیں اندھا کر دیا۔ چنانچہ وہ واپس چلے گئے۔ پھر میں بھی یہاں سے نکل کر اپنے ساتھی کے پاس پہنچا اور اسے اٹھایا اور وہ ایک بھاری بھر کم آدمی تھا۔ حتیٰ کہ میں اذخر تک پہنچا تو اس سے اس کی زنجیریں کھول دیں۔ میں اسے اٹھاتا تھا تو وہ مجھے تھکا تھکا دیتا تھا۔ تا آنکہ میں مدینہ پہنچ گیا۔ پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا اے اللہ کے رسول! کیا میں عناق سے لکاح کرلوں۔ میں نے دوبار یہ بات پوچھی لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے اور مجھے کوئی جواب نہ دیا۔ تا آنکہ یہ آیت نازل ہوئی۔

العَزِيزُ لَا يَنْكِحُ الْأَذَانِيَةَ أَوْ مُنْكِرَةَ الْأَذَانِ لَا يَنْكِحُهُمُ الْأَذَانُ أَوْ مُنْكِرُهُمْ^{۱۰}

زانی یا تو زانی سے لکاح کرتے گا یا مشرک سے۔ اسی طرح زانی عورت کو زانی مردیا مشرک کے سوا کوئی لکاح میں نہیں لاتا۔ پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا:-
(یا مرتد، الزانی لا ینکح ملا زانیہ او مشرکة، والزانیہ لا

ینکھما بالا زان او مشرک فلا تنكحها)
اے مرشد! زانی مرد ہی زانی عورت، یا مشرک سے لکاح کرتا ہے۔ اور
زانی عورت کو بھی زانی مرد یا مشرک کے بغیر کوئی لکاح میں نہیں لاتا۔
لہذا تو عنان سے لکاح مت کر۔

آپ نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ ایمان لانے والوں کی کیسے مدافعت کرتا
ہے اور کیسے نیکی کرنے والوں کا ساتھ دیتا ہے؟
اور اگر بالفرض حالات سخت نہ اساز ہوں اور وہی کچھ ہمیش آجائے
جس کا آپ کو خدشہ ہے یا بعض باتیں کھل جائیں اور معاملہ کی
وضاحت کی ضرور پڑ جائے تو دوسروں پر اپنا موقف واضح کر دیجئے اور
صاف طور پر بتلادیجئے اور کہئے: میں واقعی گنگار تھا اور میں اللہ کے
حضور توبہ کر چکا ہوں بتلاؤ اب تم کیا چاہتے ہو؟
نیز ان سب کو نصیحت کیجئے کہ حقیقی رسولی تو وہ ہے جو قیامت کے
دن اللہ تعالیٰ کے سامنے ہوگی۔ اور وہ رسولی سب سے بڑی ہے، جو
سو یا دو سو یا ہزار یا دو ہزار آدمیوں کے سامنے نہیں ہوگی بلکہ یہ
رسولی گواہیوں کے بنا پر ہوگی اور تمام مخلوقات فرشتوں، جوں اور
الانوں کے سامنے ہوگی۔ اور حضرت آدم سے لے کر ان کی اولاد کے
آخری آدی تک سب وہاں موجود ہوں گے۔
لہذا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس دعا کی طرف آئیے:-

وَلَا تُخْفِنِي يَوْمَ يَبْعَدُونَ فَيَوْمَ لَا يَعْلَمُونَ هُنَّ لَا مَنْ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ بِسَلْطَنَةِ^{۱۰}
 اور (اے اللہ) مجھے قیامت کے دن رسوانہ کرنا۔ جس دن نہ مال کوئی
 فائدہ دے گا اور نہ یہی۔ مگر وہ شخص جو فرمانبردار دل لے کر حاضر ہوا۔
 نیز اپنے مشکل لمحات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں سے اپنی
 حاکم کر کر مجھے:

(اللهم استر عوراتنا و آمن رواعاتنا. اللهم اجعل ثارنا على
 من ظلمنا، وانصرنا على من بعى علينا. اللهم لا تشمت بنا
 الأعداء ولا الحاسدين)

اے اللہ! ہماری چھپانے کی باتوں پر پرده ڈال اور ہمارے خدشات
 سے ہمیں امن میں رکھ، جو ہم پر ظلم کرے اس سے ہمارا بدلہ لے
 اور جو ہم پر زیادتی کرے تو اس کے مقابلہ میں ہماری مدد فرم۔ اے اللہ
 و شمنوں اور حاسدوں کو ہم پر خوش ہونے کا موقع نہ دے۔

میرے گناہوں نے میری زندگی اجیرن بنا رکھی ہے۔

کبھی آپ یہ کہتے ہیں میں نے ڈھیروں گناہ کئے ہیں اور اللہ کے حضور توبہ کی ہے لیکن میرے گناہ مجھ پر چھالی کرتے رہتے ہیں جو کچھ میں کرچکا ہوں ان کی یاد سے میری زندگی پریشان ہو کر رہ گئی ہے اور نیند حرام، راتیں پریشان اور میری راحت مضطرب رہتی ہے۔ پھر مجھے سکون کیسے حاصل ہو۔

میرے مسلم بھائی! میں آپ سے یہ کہوں گا کہ یہ احساسات ہی پھی توبہ کے دلائل ہیں۔ اور ندامت دراصل اسی کا نام ہے۔ اور ندامت ہی توبہ ہوتی ہے۔ لہذا جو کچھ گزر چکا ہے اسے امید کی آنکھ سے دیکھئے۔ اس امید سے کہ اللہ آپ کو معاف فرمادے گا۔ اللہ کی رحمت سے نایوس ہوں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:-

وَمَنْ يَقْنَطُ مِنْ رَحْمَةِ رَبِّهِ فَلَا أَصْلَوْنَ^{۱۰}

اور اللہ کی رحمت سے تو صرف وہی نایوس ہوتے ہیں جو گمراہ ہیں
(المحجر: آیت ۵۶)

اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:
(أَكْبَرُ الْكَبَائِرِ الْإِشْرَاكُ بِاللَّهِ، وَالْأَمْنُ مِنْ مَكْرِ اللَّهِ، وَالْقُنُوطُ

من رحمة الله، واليأس من روح الله)
 بڑے بڑے گناہ یہ ہیں! اللہ کے ساتھ شرک کرنا، اللہ کی تدبیر سے
 نذر رہنا، اللہ کی رحمت سے آس توڑ بیٹھنا اور اس کی مربانی سے
 مایوس ہو جانا۔

اور مومن اللہ تعالیٰ کی طرف سے خوف اور امید دونوں کے درمیان
 درمیان چلتا ہے۔ اور بعض اوقات کبھی ایک چیز ضرورت کے تحت
 دوسری پر غالب آجائی ہے جب وہ نافرمانی کرتا ہے تو خوف کا پھلو
 اسے دالیتا ہے تاکہ وہ توبہ کرے اور جب توبہ کرے تو امید کا پھلو
 اس پر غالب ہو جاتا ہے کہ وہ اللہ سے بخشش طلب کرے۔

کیا اعتراف ضروری ہے؟

اور کبھی سائل عکیل آواز کے ساتھ یہ پوچھتا ہے کہ : میں توبہ تو
 کرنا چاہتا ہوں لیکن کیا یہ بھی ممکن ہے کہ میں جاؤں اور جو
 گناہ میں نے کئے ہیں ان کا جاگر اعتراف کر دوں؟
 اور کیا میری توبہ میں یہ بات بھی شامل ہے کہ میں اپنے ہر گناہ کا
 مکملہ کے قاضی کے پاس جاگر اقرار کروں اور اپنے آپ پر حد قائم
 کرنے کا مطالبہ کروں؟

اس سے پہلے جو آپ نے، ماعز اسلامی، غامدیہ عورت اور اس شخص کا

قصہ بیان کیا ہے جس نے باغ میں ایک عورت کا یوسہ لیا تھا، ان سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ میرے لئے ایسا اعتراف کرنا بھی ضروری ہے۔

تو اے مسلم بھائی! میں اس کے جواب میں یہ کہوں گا کہ اس توحید کی سب سے بڑی خوبی ہی یہ ہے کہ بندہ دلیلوں کے بغیر اپنے پروردگار تک پہنچا ہے۔ اور یہ ایسی بات ہے جسے اللہ تعالیٰ نے پسند فرمایا ہے:- **وَإِذَا سَأَلَكَ عِبْرَادِنِي عَنِّي قَالَنَّ قَرِيبٌ لِّجَهِنَّمِ مَعْوَذُ اللَّادِعِ لَنَا دَعْلَنَ** اور جب میرے بندے آپ سے میرے متعلق پوچھیں تو انہیں بتا دیجئے کہ میں قریب ہوں۔ پکارنے والا جب بھی مجھے پکارتا ہے تو میں اس کی دعا سنتا اور اسے قبول کرتا ہوں۔ اور جب ہم یہ ایمان رکھتے ہیں کہ توبہ اللہ ہی کے لئے ہے تو اللہ تعالیٰ کے لئے اعتراف از خود ہی ہو گیا۔ اور سید الاستخار میں یہ الفاظ موجود ہیں:-
(ابوء لک بنعمتک علی و أبوء بذنبی)

اے اللہ! تو نے جو نعمتیں مجھے عطا کی ہیں میں ان کا اعتراف کرتا ہوں اور اپنے گناہوں کا بھی اعتراف کرتا ہوں۔

یعنی اے اللہ! میں تیرے حضور اپنے گناہوں کا اعتراف کرتا ہوں۔ اور اللہ کا شکر ہے کہ ہم نصاریٰ کی طرح نہیں کہ فسیں اور کرسی کے سامنے اعتراف کریں اور اس وقت تک بخشش نہ ہو سکے۔ اور

ایسے ہی دوسرے مصکنے خیز اکان ہیں:
بلکہ اللہ تعالیٰ تو یوں فرماتے ہیں:-

اللَّهُ يَعْلَمُ أَنَّكُمْ هُوَ يَعْلَمُ الْمُؤْمِنَةَ عَنْ عِبَادَةِ

کیا انہیں یہ معلوم نہیں کہ اللہ ہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے۔

یعنی بغیر کسی واسطہ کے اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے۔ رہی بات حدود قائم کرنے کی، توجہ تک معاملہ امام یا حاکم یا قاضی تک نہ ہے اس وقت تک کسی کو ان کے پاس جانے اور اعتراف کرنے کی ضرورت نہیں۔ اگر اللہ نے اس کا گناہ چھپایا ہے تو وہ خود بھی چھپائے رکھے تو اس میں کوئی حرج نہیں اور جو بات اللہ کے اور اس کے درمیان ہے، اس کی توبہ کے لئے وہی کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ستر (پرده پوش) بھی ہے اور وہ اپنے بندوں کے گناہوں پر پرده ڈالے رکھنے کو پسند فرماتا ہے۔

اور ان صحابہ کرام مثلاً ماعز اسلمی اور غامدیہ عورت جہنوں نے زنا کیا تھا، یا اس شخص کی جس نے باغ میں عورت کا بوس لیا تھا، کا معاملہ یہ ہے کہ انہوں نے ایسا کام کیا جو ان پر واجب نہ تھا جس کی وجہ یہ تھی کہ وہ اپنے نسوان کو پاک کرنے کے انتہائی خواہش مند تھے، جس کی دلیل یہ ہے کہ جب ماعز اسلمی اور غامدیہ عورت آئے، تو

شروع میں آپ نے اس سے اعراض کیا تھا۔ اس طرح جس شخص نے
باغ میں عورت کا لاؤس لیا تھا اسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کما تھا
(لقد ستر اللہ علیہ لومستہ نفسہ)

اللہ نے تو اس کے گناہوں پر پرده ڈالا تھا کاش وہ خود بھی اپنے آپ
پر پرده ڈالتا۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمرؓ کے اس قول پر ازراہ جواز
خاموش رہے۔

جب بندہ، بندہ بن عیا اور اس کے پروردگار نے اس کا گناہ چھپا دیا تو
اب اس کے لئے ضروری نہیں کہ وہ حکمہ کے ہاں جا کر سرکاری طور پر
اپنے اعتراف ریکارڈ کرائے، نہ ہی اس کے لئے امام مسجد کے ہاں
جا کر حد کے قیام کا مطالبہ ضروری ہے اور نہ یہ ضروری ہے کہ کسی
دوست سے مدد چاہے کہ اسے گھر میں ہی کوڑے لگائے جائیں جیسا
کہ بعض لوگوں کے دلوں میں یہ خیال پیدا ہوتا ہے۔

یہیں سے توبہ کرنے والوں کے بارے میں بعض جاہلوں کے موقف
کی قیامت معلوم ہو جاتی ہے جیسا کہ درج ذیل تھے میں مختصر مذکور ہے
کوئی گناہ کرنے والا جاہل امام مسجد کے پاس گیا اور جو گناہ کر بیٹھا
تھا اس کا اعتراف کیا پھر اس سے اس کا حل دریافت کیا۔ وہ امام
مسجد اسے کہنے لگا پہلے پہل تو تمیں حکمہ والوں کے ہاں جانا ضروری

ہے وہاں جا کر شرعی طور پر اپنے اعتراف ریکارڈ کرو۔ اور حدود کے قیام کا مطابہ کرو۔ پھر تمہارے معاملہ میں غور کیا جائے گا۔ اس نیچارے نے جب یہ دیکھا کہ وہ یہ سب کام سرانجام نہیں دے سکتا تو توبہ سے ہی مسخرف ہو گیا اور اپنی سابقہ حالت پر لوٹ گیا۔

اور اس اہم معاملہ سے متعلق فرصت کو غنیمت جائے میں تو یہ کہوں گا کہ: مسلمانو! دین کے احکام کی معرفت ایک امانت ہے اور انہیں صحیح مأخذوں سے طلب کرنا بھی امانت ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :- **فَتَلَوَّهُ أَهْلُ الْدِّينِ كُلُّنُّكُلُّنَّا تَعْلَمُونَ**

اگر تم خود نہیں جانتے تو پھر ابل علم سے پوچھو (النحل : آیت ۳۳) نیز فرمایا:- **الْتَّحِمُونَ فَتَقْتَلُنَّ يَوْمَ خِيَرٍ**

وہ بڑا میریان ہے اس کے متعلق کسی باخبر سے پوچھو۔
(الفرقان : آیت ۵۹)

گویا ہر واعظ یہ صلاحیت نہیں رکھتا کہ اس سے فتوی پوچھا جائے نہ ہی ہر امام مسجد یا ہر مودون یہ صلاحیت رکھتا ہے کہ ان سے لوگوں کے بھگڑوں کے بارے میں شرعی احکام معلوم کئے جائیں اور نہ ہی فتاویٰ نقل کرنے والا ہر ادیب یا قصہ گو یہ صلاحیت رکھتا ہے نیز مسلمان سے یہ بھی باز پرس ہو گی کہ اس نے کس سے فتویٰ لیا تھا۔ اور یہ مسئلہ تعبدی ہے (یعنی جس میں انسانی عقل کو دخل نہ ہو) چنانچہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے بارے میں گمراہ اماموں سے ڈرتے تھے۔ اسلاف میں سے کسی نے کہا ہے کہ : یہ علم دین ہے لہذا خوب سوچو کہ اپنا دین کس سے حاصل کر رہے ہو۔ لہذا اے اللہ کے بندو! ایسی لغوش گاہوں سے ہوشیار رہو اور جب تمہیں کوئی مشکل درپیش ہو تو اہل علم سے اس کا حل طلب کرو اور مدد تو اللہ ہی سے درکار ہے۔

توبہ کرنے والوں کے لئے چند اہم فتوے۔

اور کبھی آپ یوں کہتے ہیں کہ : میں تو توبہ کرنا چاہتا ہوں مگر مجھے توبہ کے احکام معلوم نہیں۔ بعض گناہوں کے بارے میں توبہ سے متعلق بست سے سوالات میرے ذہن میں گھوستے رہتے ہیں کہ جو کوتاہیاں میں اللہ کے حقوق میں کرچکا ہوں ان کی ادائیگی کیونکر ہو اور جو میں بندوں کے حقوق غصب کرچکا ہوں ان کی واپسی کا طریق کارکیا ہو؟ کیا ایسے سوالوں کے کوئی جواب ہیں؟ اے اللہ کی طرف رجوع کرنے والے! ہم ان سوالوں کے ایسے جواب پیش کر رہے ہیں جو پیاسے دلوں کی تشنگی کو دور کر کے سکوں بخشیں۔

س: میں ایک گناہ کرتا ہوں جس سے توبہ کر لیتا ہوں۔ پھر میرا برائیوں پر ابھارنے والا نفس مجھ پر غالب آ جاتا ہے تو میں پھر اسی گناہ کا اعادہ کر لیتا ہوں۔ اب کیا میری پہلی توبہ باطل ہو جائے گی اور کیا میرا پہلا گناہ اور مابعد کا گناہ سب میرے ذمہ باقی رہیں گے؟

ج: اکثر علماء کا یہ خیال ہے کہ توبہ کی صحت کے لئے یہ شرط نہیں ہے کہ وہ گناہ پھر اس سے سرزد نہ ہو توبہ کی صحت کی شرط صرف یہ ہے کہ وہ اس گناہ سے پوری طرح رک جائے، اس پر نادم ہو اور آئندہ وہ کام نہ کرنے کا پختہ عمد کرے۔ پھر اگر اس نے وہ کام کر لیا تو اب اس نے تھی نافرمانی کا کام کیا جس کے لئے تھی توبہ ضروری ہے اور اس کی پہلی توبہ درست ہے۔

س: کیا ایک گناہ سے توبہ درست ہے جبکہ میں کوئی دوسرا گناہ کے جارہا ہوں؟

ج: ایک گناہ سے توبہ کرنا درست ہے اگر چہ کوئی دوسرا گناہ کر رہا ہو بشرطیکہ یہ دوسرا گناہ نہ تو پہلے گناہ کی نوع سے ہو اور نہ اس سے متعلق ہو۔ جیسے مثلاً ایک شخص نے سود سے تو توبہ کی مگر شراب پینے سے نہیں کی تو اس کی سود سے توبہ درست ہوگی۔ اور اس کے بر عکس بھی یہی صورت ہے۔ البتہ اگر اس نے ربا الفضل (درست بدست لین دین میں زیادتی) سے تو توبہ کی مگر ربا النسیہ (مدت کے عوض سود)

لیتا رہا تو اس صورت میں اس کی توبہ قبول نہ ہوگی۔ اسی طرح اگر کسی نے بھنگ پینے سے توبہ کی مگر شراب پیتا رہا تو بھی توبہ قبول نہ ہوگی یا اس کے برعکس صورت میں بھی۔ اسی طرح اگر کوئی شخص اس بات پر توبہ کرے کہ میں فلاں عورت سے زنا نہ کروں گا مگر کسی دوسری سے کرتا رہے تو ایسی توبہ صحیح نہ ہوگی۔ لہذا ان کی کارگزاری صرف یہ ہے کہ انہوں نے گناہ کی ایک نوع کو چھوڑا تو اسی گناہ کی دوسری نوع کی طرف رخ موڑ دیا۔ (الدارج کی طرف رجوع فرمائیے) س: ماضی میں میں نے اللہ تعالیٰ کے کئی حقوق چھوڑے ہیں، نمازیں۔ ادا نہیں کیں، روزے میں چھوڑتا رہا، زکوہ میں نے نہیں دی۔ تو اب مجھے کیا کرنا چاہئے؟

ج ۲: نماز کے تارک کے بارے میں تو راجح بات یہ ہے کہ ان نمازوں کی قضا لازم نہیں کیونکہ ان کا وقت لکل میا جس کا ہاتھ آنا ممکن نہیں اس کے بدلتے اسے بکثرت توبہ استغفار کرنا چاہئے اور نوافل کثرت سے ادا کرنا چاہئیں۔ ثانیہ اس طرح اللہ تعالیٰ ان چھوڑی ہوئی نمازوں سے درگزر فرمادے۔

اور روزوں کے تارک کا معاملہ یوں ہے کہ جب اس نے روزے چھوڑے اس وقت اگر وہ مسلمان تھا تو اس پر قضا واجب ہے۔ ساتھ ہی ہر دن کے بدلتے ایک مسکین کا کھانا بھی دے جو اس نے

قضاء میں بلا عذر اس قدر تاخیر کی کہ دوسرا رمضان آگیا۔ اور یہ تاخیر کا کفارہ ہے جو ایک ہی مسکین کا کھانا ہوگا۔ اس سے بڑھے گا نہیں اگر رمضان کے کئی میئے گزر چکے ہوں۔

مثال ایک آدمی نے ۱۴۰۰ھ کے رمضان کے ۲ روزے، اور ۱۴۰۱ھ کے ۵ روزے معمولی بات کچھ کر چھوڑ دیئے اور کئی سال بعد اللہ کے حضور توبہ کی تو اب اسے آٹھ دن کے روزوں کی قضا لازم ہوگی اور آٹھ دنوں میں سے ہر دن کے عوض ایک مسکین کو کھانا کھلانا ہوگا۔ دوسری مثال: ایک عورت ۱۴۰۰ھ میں بالغ ہو گئی۔ لیکن گھر والوں کو بدلنے سے شریانی رہی اور ایام ماہواری کے مثلاً آٹھ روزے رکھے جن کی قضا نہ دی۔ پھر اب اس نے اللہ کے ہاں توبہ کی تو اس کے لئے بھی وہی حکم ہے جو پہلے گزر چکا ہے۔ اور یہ جان لینا چاہئے کہ نماز چھوڑنے اور روزہ چھوڑنے کے درمیان فرق ہے۔

اہل علم نے ذکر کیا ہے کہ علماء میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جن کی رائے کے مطابق بلا عذر دانستہ چھوڑے ہوئے روزوں کی بھی قضا نہیں ہے۔

اور زکوہ کا معاملہ یہ ہے کہ اس کا نکالنا واجب ہے۔ زکوہ ایک لحاظ سے تو اللہ تعالیٰ کا حق ہے اور دوسرے لحاظ سے فقیر کا حق ہے۔ (مزید تفصیلات کے لئے مدارج السالکین ۱/۲۸۲ کی طرف رجوع فرمائیے)

س ۲ : جس شخص نے کسی آدمی کے حق میں برائی کی ہو اس کی توبہ کیسے ہوگی؟

ج ۲ : اس معاملہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی درج نسل حدیث ہے:-

(من كانت الأخية عنده مظلومة، من عرض أو مال، فليتحلله
اليوم قبل أن يؤخذ منه يوم لا دينار ولا درهم، فلن كان له
عمل صالح أخذ منه بقدر مظلومته، وإن لم يكن له عمل
أخذ من سيدات صاحبته، فجعلت عليه)

جس شخص کے پاس اپنے بھائی کی کوئی زیادتی سے لی ہوئی چیز ہو، خواہ وہ عزت سے متعلق ہو یا مال سے، اسے چاہئے کہ وہ اسے اپنے بھائی سے اس دن سے پہلے معاف کروائے جس دن نہ دینار قبول کیا جائے گا اور نہ درہم۔ اگر اس کے اچھے عمل ہوں گے تو اس زیادتی کے بقدر اس سے لے لئے جائیں گے اور اگر نیکیاں نہ ہوں گی تو صاحب حق کی برائیاں لے کر اس پر ڈال دی جائیں گی۔ گویا توبہ کرنے والا ان مظالم سے خارج ہو جاتا ہے خواہ صاحب حق لوگوں کو ان کا حق ادا کر دینے سے ہو یا معاف کر لینے اور معدرست طلب کر لینے سے ہو۔ پھر اگر وہ معدرست قبول کر لیں تو خیر ورنہ ان کا حق ان کو واپس لوٹائے۔

س ۵: میں نے کسی شخص یا چند اشخاص کی غیت کی ہے اور بعض دوسروں پر ایسی تھت لگائی جس سے وہ بری تھے تو کیا اب معدرت کے ساتھ اس غیت یا تھت کی انسیں خبر دینا بھی شرط ہے، اور اگر یہ شرط نہ ہو تو پھر میں توبہ کیسے کروں؟

ج ۵: اس مسئلہ کا انحصار مصالح و مقاصد کا موازنہ کرنے پر ہے۔ جن لوگوں کی اس نے غیت کی یا ان پر تھت لگائی، اگر اس کا خیال ہو کہ خبر دینے سے وہ لوگ ناراض نہ ہوں گے، نہ ہی ان میں کینہ یا غم بڑھے گا تو ان پر صراحت کر دے اور ان سے معدرت طلب کرے خواہ یہ صراحت عام لفظوں سے ہو، جیسے یوں کہ کیا میں نے ایام گزشتہ میں آپ کے حق میں کچھ علطاں کی ہیں یا ناجائز کلمات کے ہیں اور اب میں نے اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کی ہے لہذا آپ مجھے معاف فرمادیجئے اور پوری تفصیل نہ بتائے تو بھی کوئی حرج نہیں۔

اور اگر اس کا سکان ہو کہ ان لوگوں کو غیت یا تھت کی خبر دینے سے ان کا غصہ بھر ک اٹھے گا اور ان کا غم و غصہ بڑھ جائے گا اور اکثر اوقات ایسا ہی ہوتا ہے یا انسیں عام لفظوں میں خبر دے تو وہ پوری بات سے بغیر رضامند نہ ہوں اور جب وہ تفصیل سن لیں تو اس کے لئے نفرت اور زیادہ ہو جائے تو اندریں صورت اسے خبر دینا

ہرگز واجب نہیں ہے۔ کیونکہ شریعت مفاسد کی زیادتی کا حکم نہیں دیتی۔ اور وہ شخص جو ایسی بات سننے سے پیشتر چین اور سکون سے ہو اور جب سنے تو عداوت کا سبب بن جائے شریعت کے مقصد کے منافی ہے جو دلوں میں الفت اور مسلمانوں کے درمیان محبت پیدا کرنا چاہتی ہے اور بسا اوقات اس قسم کی خبر دینا ایسی عداوت کا سبب بن جاتی ہے کہ جس شخص کی غیثت کی گئی اس کا بعد میں غیثت کرنے والے سے دل صاف ہی نہیں ہوتا۔ اندریں صورت درج ذیل امور میں ہی توبہ کرنا کافی ہوگا:-

۱. ندامت اور اللہ سے مغفرت کی طلب۔ ساتھ ہی ساتھ وہ اس گناہ کی قباحت میں غور و فکر کرے اور اس کے حرام ہونے کا اعتقاد رکھے۔
۲. جس شخص نے غیثت یا تھمت کی بات سنی تھی، اس کے ہاں اپنے آپ کو جھٹلادے اور جس پر تھمت لگائی گئی تھی، اسے بری بنا دے۔
۳. جن مجالس میں اس نے اس شخص کی غیثت کی تھی یا اس پر زیادتی کی تھی انہیں میں اس کی تعریف کرے اور اس کی اچھی باتوں کا ذکر کرے۔
۴. جس کی غیثت کی تھی اس کی طرف سے مدافعت کرے اور کوئی شخص اس سے برائی کا ارادہ رکھتا ہو تو اس سے روک دے۔
۵. اس کی عدم موجودگی میں اس کے لئے استغفار کرے۔ (الدارج ۱)

٢٩١، نیز المغنی مع الشرح (١٢/٢٨)

اے سیرے مسلم بھائی! مالی حقوق اور بدنی گناہوں، نیز غیت اور چغلی کے درمیان فرق کو اچھی طرح نوٹ کر لیجئے۔ مالی حقوق کے متعلق جب صاحب حق لوگوں کو خبر ملے گی اور مال واپس ملے گا تو اس سے فائدہ اٹھائیں گے اور اس سے خوش ہوں گے۔ لہذا ایسے حقوق کو چھپانا جائز نہیں۔ بخلاف ان حقوق کے جو عزت سے تعلق رکھتے ہیں جن کی اگر صاحب حق کو خسرو جائے تو اس سے نقصان ہی ہوتا ہے اور جوش غضب بڑھ جاتا ہے۔

س ۶: قتل عمد کا مجرم کیسے توبہ کرے؟
ج ۶: دانستہ قتل کرنے والے پر تین طرح کے حق ہیں

الله کا حق، مقتول کا حق اور مقتول کے وارثوں کا حق۔

الله تعالیٰ کا حق صرف توبہ سے ہی ادا کیا جاسکتا ہے اور وارثوں کا حق یہ ہے کہ اپنی جان وارثوں کے حوالے کر دے کہ وہ اپنا حق لے لیں، خواہ یہ تقصیص ہو یا دیست ہو یا معافی ہو۔

اب باقی رہا مقتول کا حق جس کا اس دنیا میں پورا ہونا ممکن نہیں اسی سلسلہ میں علماء نے کہا ہے کہ قاتل اگر اچھی طرح سے توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس سے مقتول کا حق انھا لے گا اور قیامت کے دن مقتول کو اپنے ہاں سے بدلہ دے گا علماء کے مختلف اقوال میں

سے سب سے بہتر یہی قول ہے (الدارج ۲۹۹/۱)

س ۷ : چور کیسے توبہ کرے؟

ج ۷ : جو چیز اس نے چوری کی ہے اگر اس کے پاس مال موجود ہو تو صاحب حق لوگوں کو واپس کر دے۔ اور اگر چیز تلف ہو جائے یا استعمال کی وجہ سے یا پرانی ہونے سے اس کی قیمت کم ہو جائے تو اس کا عوض دینا اس پر واجب ہے الیہ کہ وہ معاف کر دیں۔ فالحمد للہ س ۸ : جن لوگوں کی میں نے چوری کی ہے ان کا سامنا کرنے سے میں شدید گھٹن محسوس کرتا ہوں نہ میں ان سے صراحت کی طاقت رکھتا ہوں اور نہ ہی ان سے معافی طلب کرنے کی، تو اب میں کیا کروں؟

ج ۸ : اگر آپ سامنا کرنے کی جرأت نہیں پاتے تو جس طریقہ سے بھی ممکن ہو ان کا معاوضہ ان لوگوں تک پہنچا دیں تو کوئی حرج نہیں۔ جیسے آپ کسی دوسرے آدمی کے ہاتھ بھیج دیں اور اسے کہہ دیں کہ آپ کا نام نہ بتائے، یا ڈاک کے ذریعہ بھیج دیں یا پچکے سے ان کے پاس رکھ دیں یا توریہ سے کام لیتے ہوئے انہیں کہہ دیں کہ کسی آدمی نے آپ کو یہ حق (رقم) بھیجی ہے مگر وہ اپنا نام نہیں بتانا چاہتا۔ اصل غرض تو یہ ہے کہ حق خداوں تک پہنچ جائے۔

س ۹ : میں اپنے باپ کی جیب سے چوری کر لیا کرتا تھا۔ اب میں اس کام سے توبہ کرنا چاہتا ہوں لیکن چیخ طور پر نہیں جانتا کہ کل کتنی رقم چوری کر چکا ہوں۔ نیز میں اس کا سامنا کرنے میں بھی بغلی محسوس کرتا ہوں؟

ج ۹ : آپ کو چاہیے کہ اپنے غالب سماں کے مطابق چوری کردہ رقم کا اندازہ کر لیں کہ وہ اتنی تھی یا اس سے زیادہ تھی پھر جس طرح آپ نے چوری چھپے باپ کی جیب سے رقم اڑائی تھی اسی طرح چوری چھپے اتنی رقم رکھ بھی دیں۔

س ۱۰ : میں لوگوں کے اموال چوری کرتا رہا اور اب میں توبہ کرتا ہوں جبکہ میں ان کے نام اور ایڈریس بھی نہیں جانتا؟ اور ووسرا آدمی کہتا ہے کہ میں نے ایک مشترک کمپنی کا کچھ مال لوٹا کھتا اور اب وہ اپنا کاروبار چھوڑ چکی ہے اور یہاں سے چلی گئی ہے؟ اور تیسرا آدمی کہتا ہے کہ میں نے ایک دکان سے فروختی چیز اڑائی تھی، اب وہ دکان تبدیل ہو چکی ہے اور میں اس کے مالک کو نہیں جانتا؟

ج ۱۰ : آپ پر لازم ہے کہ اپنی طاقت اور ہمت کے مطابق ان کی ملاش کریں، اگر مل جائیں تو انہیں ان کا حق واپس کیجئے اور اللہ کا

نکر ادا کیجئے اگر صاحب حق مر چکا ہو تو اس کے وارثوں کو دیجئے اور اگر سعی بسیار کے باوجود بھی ان کو نہ پاسکیں تو یہ اموال ان کی طرف سے صدقہ کر دیجئے اور ان کے لئے ہی نیت کیجئے اگر چہ وہ کافر ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ کافروں کو دنیا میں دلتا ہے اگر چہ آخرت میں نہیں دے گا۔

اسکر سے ملتا جلتا وہ مسئلہ ہے جسے ابن قتیم رحمہ اللہ نے مدارج اسلامکین (۲۸۸ / ۱) میں ذکر کیا ہے کہ مسلمانوں کے لشکر میں سے ایک شخص نے غنیمت کے مال میں سے چوری کی۔ پھر کچھ مدت بعد اس نے توبہ کی تو وہ چوری کردہ سامان لے کر امیر الجیش کی خدمت میں حاضر ہوا۔ امیر الجیش نے یہ سامان لینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ اب میں یہ لشکریوں کو کیسے پہنچاؤں جبکہ وہ سب بکھر چکے ہیں! اب یہ توبہ کرنے والا شخص حجاج بن ثانی عتر کے کہ پاس آیا اور اس سے فتوی پوچھا۔ حجاج نے کہا : وکھ! بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس لشکر کو، ان کے ناموں کو اور ان کے اساب کو خوب جانتا ہے۔ لہذا تم پانچواں حصہ تو صاحب خس (اللہ تعالیٰ) کو ادا کرو اور باقی ۲ حصے ان لشکریوں کی طرف سے صدقہ کرو۔ اللہ تعالیٰ ان کو ان کے ہے پہنچا دے گا۔ چنانچہ اس تائب نے ایسا ہی کیا۔

جب اس واقعہ کی خبر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو کہنے

لگے: اگر میں اس طرح کا فتوی دیے سکتا تو یہ مجھے اپنی آدمی سلطنت سے زیادہ عزیز ہوتا۔ اس مقام پر شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے جو فتوی دیا ہے وہ بھی اسی سے ملتا جلتا ہے جو یہ قصہ مدارج میں مذکور ہے۔

س ۱۱: میں نے یتیموں کا مال چوری کیا۔ اس سے تجارت کی اور فائدہ انھیا اور مال میں بہت اضافہ ہوا۔ اور میں اللہ سے ڈرتا ہوں اور شرمسار ہوں تو اب کیسے توبہ کروں؟

ج ۱۱: اس مسئلہ میں علماء کے کئی اقوال ہیں۔ ان میں متوسط اور محدل قول یہ ہے کہ آپ راس المال اور نصف منافع یتیموں کو واپس کر دیں تو یہ الیسی صورت بن جائے گی جیسے انہوں نے آپ کے ساتھ منافع میں شرکت کی تھی اور اصل بھی ان کو لوما دیا جائے۔ امام احمد سے یہی روایت ہے۔ اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی یہی رائے ہے اور ان کے شاگرد ابن قیم رحمہ اللہ نے بھی اسے ہی ترجیح دی ہے (۲۹۲/۱)

اسی طرح اگر اس نے کوئی اونٹ یا بکری چوری کی اور ان کے پچے پیدا ہوئے تو نصف پچے بھی اصلی مالک کے ہوں گے۔ اور اگر جانور مر جائے تو اس کی قیمت اور نصف پچے مالک کے ہوں گے۔

س ۱۲ : ایک شخص فضائی کار گو میں کام کرتا تھا جہاں ان لوگوں کے پاس سامان پڑا رہتا تھا اس نے وہاں سے ایک ریکارڈر اڑا لیا۔ کہیں سال بعد اس نے توبہ کی تو کیا اب وہ وہی ریکارڈر انہیں واپس کرے یا اس کی قیمت دے یا اس جیسی کوئی اور چیز دے دے۔ یہ خیال رہے کہ یہ چیز بازار میں نایاب ہے؟

ج ۱۲ : وہی ریکارڈر واپس کر دے۔ اور ساتھ ہی اتنی رقم بھی ادا کرے جو اس کے زیر استعمال رہنے یا پرانا ہونے کی وجہ سے قیمت میں کمی واقع ہوئی ہے اور یہ مناسب طور پر اپنے آپ کو حلکیف دیے بغیر ہونا چاہیے اور اگر وہ معنور ہے تو اس کے اصلی مالک کی طرف سے اس کی قیمت صدقہ کر دے۔

س ۱۲ : میرے پاس کچھ سودی رقم تھی جو میں نے ساری کی ساری خرچ کر دی اور اس میں کچھ بھی باقی نہیں رہا۔ اور اب میں توبہ کر رہا ہوں تو مجھے کیا کرنا چاہیے؟

ج ۱۲ : آپ پر مساوئے اللہ عزوجل کے حضور پھی توبہ کرنے کے کچھ بھی لازم نہیں۔ اور سود بہت بڑا گناہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں سود خور کے سوا کسی سے جنگ کا اعلان نہیں کیا اور اب جبکہ تمام سودی رقم خرچ ہو چکی ہیں تو اس پہلو سے آپ پر کچھ بھی لازم نہیں رہا۔

س ۱۳ : میں نے ایک گاڑی خریدی ہے جس میں کچھ مال تو حلال کا تھا اور کچھ حرام کا، وہ گاڑی اب بھی میرے پاس موجود ہے تو اب مجھے کیا کرنا چاہیے۔

ج ۱۴ : جو شخص ایسی چیز خریدے جو الگ الگ نہ ہو سکتی ہو اور اس کی قیمت میں کچھ حلال مال صرف ہوا ہو اور کچھ حرام تو ان مملوکہ چیزوں کو پاک کرنے کی خاطر جتنا حرام مال صرف ہوا ہو اتنا صدقہ کرنا چاہیے اور اگر یہ حرام مال دوسرے لوگوں کا حق تھا تو ان لوگوں کو سابقہ تفصیل کے مطابق واپس کرنا ضروری ہے۔

س ۱۵ : سگریٹ فروشی سے حاصل شدہ منافع کا کیا کرنا چاہیے، اسی طرح اگر حلال کے ساتھ دوسرے اموال خلط ملط ہو جائیں تو کیا کیا جائے؟

ج ۱۵ : جس نے حرام چیزوں کی تجارت کی جیسے موسيقی کے آلات اور حرام ٹپیں اور تباکو وغیرہ اور ان کا حکم جانتا تھا پھر اس نے توبہ کی تو اب وہ ان حرام چیزوں کی تجارت سے کمائے ہوئے منافع کو بھلائی کے کاموں میں خرچ کرے اور یہ اس کا صدقہ نہ ہوگا بلکہ اس گناہ سے نجات کا ذریعہ ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ پاک ہے اور پاکیزہ مال ہی قبول کرتا ہے۔

اور جب ایسا حرام دوسرے حلال مال سے خلط ملط ہو جائے جیسے کوئی

جزل مرچٹ جو مباح چیزوں کے ساتھ تباہ کو سگریٹ بھی بیجا ہو۔ تو وہ اپنے اجتہاد سے اس حرام مال کا اندازہ لگا لے اور اپنے غائب گمان کے مطابق اتنا مال نکال کر بھلائی کے کاموں میں خرچ کر دے تاکہ اس کا مال حرام کمالی سے پاک ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ اس کو مال سے اس کا عوض دے دے گا۔ کیونکہ وہ بہت فراغی والا ہے صریان ہے۔ اور عام حالات میں اگر کسی کے پاس حرام کمالی کا مال ہو اور وہ توبہ کرنا چاہے تو اگر وہ :-

(۱) اس کمالی کے وقت کافر تھا تو توبہ کے وقت ایسے اموال کو نکالنا ضروری نہیں۔ کیونکہ صحابہ کرام جب اسلام لائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پہلے کے حرام اموال کو نکالنا ان کے لئے لازم نہیں کیا تھا۔

(۲) البتہ اگر وہ ایسی کمالی کے وقت مسلمان تھا اور اس کی حرمت کو جانتا بھی تھا۔ تو وہ جب توبہ کرے اس کے لئے ایسے اموال کو نکالنا ضروری ہے۔

س ۱۶ : ایک آدمی رشوت میں لیتا رہا، پھر اللہ نے اسے سیدھی راہ کی ہدایت دے دی، اب جو مال اس نے رشوت سے لئے تھے ان کا کیا کرے؟

ج ۱۶ : ایسے شخص کی دو ہی حالتیں ہو سکتی ہیں :-

۱. ایک یہ کہ اس نے صاحب حق مظلوم سے رشوت لی ہو جو اپنا حق وصول کرنے کے لئے رشوت دینے پر مجبور ہو گیا ہو۔ کیونکہ اسے اپنا حق وصول کرنے کے لئے رشوت دینے کے بغیر کوئی چارہ ہی نہ تھا۔ اس صورت میں ایسے تائب پر واجب ہے کہ وہ صاحب حق رشوت دینے والے کو وہ مال واپس کرے۔ کیونکہ ایسے مال کا حکم مخصوص (جبری وصولی) اور اس لئے بھی کہ رشوت دینے والا ناپسندیدگی کے باوجود رشوت دینے پر مجبور تھا۔

۲. دوسری یہ کہ وہ ظالم رشوت دینے والے سے رشوت لے تاکہ ظالم اس رشوت کے ذریعہ وہ چیز حاصل کر لے جو اس کا حق نہ تھا۔ ایسی صورت میں رشوت کا مال اسے ہرگز نہیں دیا جائے گا بلکہ یہ مال بھلائی کے کاموں مثلاً فقراء کو دینے میں خرچ کیا جائے تاکہ اس طرح تائب کی نجات کا سبب بن سکے اور یہ اس صاحب حق کی طرف سے صدقہ کا سبب بن جائے گا جس کا حق غصب ہوا تھا۔

س ۱: میں کچھ ہرام کام کرتا رہا اور اس کے عوض لوگوں سے مال لیتا رہا اور اب جبکہ میں توبہ کر چکا ہوں تو کیا مجھ پر واجب ہے کہ جن لوگوں سے میں نے اموال لئے تھے انہیں واپس کر دوں؟
 ر ۱: وہ شخص جو ہرام کام کرتا رہا اور ہرام خدمات بجا لاتا رہا اور اس کے مقابل اس کا معاوضہ وصول کرتا رہا جب وہ اللہ کے حضور

توبہ کر لے اور اس کے پاس حرام مال موجود ہو تو وہ اس مال کو نجات کی غرض سے بھلائی کے کاموں میں خرچ کرے، ان لوگوں کو نہ دے جن سے اس نے وہ مال لیا تھا۔

گویا زانیہ عورت جب توبہ کرے تو جو مال اس نے زانی سے وصول کیا ہو، اسے واپس نہ کرے اور گویا جب توبہ کرے تو حرام گانوں سے جو مال اس نے وصول کیا تھا وہ اہل محفل کو واپس نہ کرے اور شراب فروش یا نشیات فروش جب توبہ کرے تو مال ان لوگوں کو واپس نہ کرے جنہوں نے اس سے یہ چیزیں خریدی تھیں۔ یہی صورت اس جھوٹے گواہ کی ہے۔ جس نے جھوٹی گواہی کے عوض مال لیا تھا وہ بھی مال دینے والے کو واپس نہ کرے۔ وجہ یہ ہے کہ اگر اسے یہ مال دیا جائے تو اسے تو عوضانہ بھی واپس مل گیا اور جس چیز کا عوض اس نے دیا تھا پسے ہی حاصل کر چکا ہے۔ اور اس طرح تو اس مجرم کی اللہ کی نافرمانی میں مزید اعانت ہو جائے گی۔ مہذا تابع کے لئے یہی کافی ہے کہ اپنی نجات کے لئے اسے کارخیر میں خرچ کر دے۔ اسی بات کو شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے پسند کیا اور اسے ہی ان کے شاگرد ابن القیم رحمہ اللہ نے ترجیح دی ہے جسا کہ مدارج (۱) میں ہے۔

س ۱۸: ایک بات بچھے سخت بے چین کر رہی ہے اور میرے لئے سخت پریشانی کا سبب بن گئی ہے اور وہ یہ کہ میں ایک عورت سے برا کام کرتا رہا ہوں تو اب میں توبہ کیسے کروں ، اور کیا میں اس مسئلہ پر پرده ڈالنے کے لئے اس سے شادی کرلوں؟

اور دوسرا آدی پوچھتا ہے کہ وہ ایک عورت سے زنا کرتا رہا اور وہ اس سے حاملہ ہو گئی تو کیا اب یہ بچھے اس کا ہو گا ، اور کیا اس پچے کا خرچ بھیجننا اس پر واجب ہو گا؟

ج ۱۸: فواحش سے متعلقہ موضوعات پر بہت زیادہ سوالات ہوتے ہیں جو تمام مسلمانوں پر یہ بات واجب بنا دیتے ہیں کہ ان کی مختلف صورتوں پر نظر ڈالیں اور کتاب و سنت کی ہدایات کے مطابق اصلاح کریں بالخصوص ان مسائل میں : لگائیں نیچی رکھنا ، عورت سے خلوت کی حرمت ، اجنبی عورت سے مصافحہ نہ کرنا شرعی حجاب کا پوری طرح التزام ، مردوزن کے اخلاق کے خطرات ، کافردوں کے علاقے کی طرف سفر نہ کرنا ، مسلم سحر اور مسلم خاندان کے متعلق شرعی احکام کا وھیان رکھنا . کنوارے لڑکے یا لڑکی کی شادی کر دینا اور اس کی مشکلات کو کمزور بنادینا .

اب سوال کی طرف آئیے جس شخص نے زنا کیا ہے اس کی دو ہی حالیں ہو سکتی ہیں :-

۱. ایک یہ کہ اس نے عورت سے اس کی مرضی کے بغیر بالجبر زنا کیا ہو۔ تو اس پر لازم ہے کہ وہ اس عورت کو مر مثل ادا کرے۔ یہ اس چیز کا عوض ہے جو اس نے اس عورت کو نقصان سے دوچار کر دیا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ وہ اللہ تعالیٰ کے حضور چھی توبہ بھی کرے۔ اور اگر یہ معاملہ امام تک یا اس کے کسی نائب جیسے قاضی وغیرہ تک پہنچ جائے تو اس پر حد جاری ہوگی (دیکھئے المدارج ۳۲۶/۱)۔

۲. دوسرے یہ کہ اس نے عورت کی رضا سے زنا کیا ہو۔ اس صورت میں زانی پر توبہ کے علاوہ کچھ بھی لازم نہیں۔ اس سے بچہ کا الحاق قطعاً ہو گا نہ ہی اس کے ذمہ نفقہ ہے کیونکہ یہ بچہ آشنازی کا نتیجہ ہے۔ اور ایسا بچہ اپنی ماں سے نسوب ہوتا ہے۔ زانی سے اس کے نسب کا الحاق جائز نہیں۔

اور قضیہ پر پرده ڈالنے کے لئے تائب کو اس زانی سے شادی کرنا جائز نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :-

كُلُّ أُنْوَانٍ لَا يَكُونُ لِلَّادُانِيَةُ أَوْ مُنْتَهِيَةُ الْأَرْضِيَةُ لَا يَكُونُ لِلَّادُانِيَةُ أَوْ مُنْتَهِيَةُ
زانی کسی زانی یا مشرک کے ہی نکاح کرتا ہے۔

اور زانی سے عورت کو بھی کوئی مشرک ہی نکاح میں لاتا ہے۔ (النور : ۲) جس عورت کے پیٹ میں زنا سے بچہ ہو اس سے نکاح جائز نہیں۔ اگرچہ اسی مرد سے ہو جیسا کہ اس عورت سے بھی نکاح جائز نہیں۔

جس کے متعلق اسے یہ معلوم نہ ہو کہ آیا وہ حاملہ ہے یا نہیں۔ ہاں جب زانی مرد توبہ کر لے اور زانیہ عورت بھی سچی توبہ کر لے اور اس کے رحم کی براءت واضح ہو جائے تو اس صورت میں مرد کے لئے جائز ہے کہ وہ اس عورت سے شادی کر لے اور اس کے ساتھ نبی زندگی کا آغاز کرے جسے اللہ پسند فرماتا ہے۔

س ۱۹ : اللہ مجھے اپنی پناہ میں رکھے، میں فواحش کا مرکب رہا اور ایک زانیہ عورت سے شادی کی جسے کئی سال گزر چکے ہیں۔ اب میں نے اور اس نے دونوں نے اللہ کے حضور سچی توبہ کر لی ہے تو اب مجھ پر کیا کچھ لازم ہے؟

ج ۱۹ : اب جبکہ طرفین نے درست طور پر توبہ کر لی ہے تو تم دونوں پر لازم ہے کہ شرعی شرائط کے مطابق ولی اور دو گواہوں کی موجودگی میں نکاح کرو۔ اور اس کام کے لئے مکملہ کے ہاں جانے کی ضرورت نہیں، گھر پر ہی ہو جائے تو کافی ہے۔

س ۲۰ : ایک عورت پوچھتی ہے کہ اس کی ایک صالح مرد سے شادی ہوئی اور وہ شادی سے پہلے ایسے کام کرتی رہی جو اللہ کو پسند نہیں۔ اور اب اس کا ضمیر اسے بھیخھوڑتا ہے اور وہ یہ پوچھتی ہے کہ جو کچھ وہ شادی سے قمل کر چکی ہے کیا اس پر واجب ہے کہ وہ اس کی

اطلاع اپنے خلوند کو دے؟

ج ۲۰: زوجین میں سے کسی پر بھی یہ واجب نہیں کہ وہ ماضی میں جو کچھ کام کرتے رہے ہیں اور جن گندگیوں میں پڑے رہے ہیں، اس کی ایک دوسرے کو خبر دیں۔ اگر اللہ تعالیٰ نے ان پر پرده ڈالا ہے تو وہ خود بھی پرده ڈالے رکھیں۔ بس سچی توبہ ہی کافی ہے۔

س ۲۱: لواط سے توبہ کرنے والے پر کیا واجب ہے؟

ج ۲۱: فاعل اور مفعول دونوں پر واجب ہے کہ وہ اللہ کے حضور بہت بڑی توبہ کریں۔ انہیں یہ معلوم ہونا چاہئے کہ ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ نے کہی قسم کے عذاب نازل فرمائے اور جو اس کمروہ عکناہ کی پاداش میں لوٹ علیہ السلام کی قوم پر عذاب نازل فرمائے تھے وہ یہ ہیں:-

۱. ان کی آنکھیں چھین لیں اور وہ اندھے ہو گئے اور پاگل بن گئے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فَطَمَّسَنَا عَيْنَهُمْ (تو ہم نے ان کی آنکھیں ناپید کر دیں) ۲. ان پر گرج دار آواز بھیجیں
۳. ان کے گھروں کو الٹ دیا۔ ان کا نچلا حصہ اوپر اور اوپر کا نیچے کر دیا
۴. لشان زدہ پتھروں کی ان پر بارش برسائی۔ پھر سب کے سب کو ہلاک کر دیا۔

اسی لئے جو شخص اس برعے کام کا مرکب ہو اس پر قتل کی حد جاری کی جاتی ہے خواہ وہ شادی شدہ ہو یا غیر شادی شدہ ہو۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے :- (ممن وجدتموہ یعمل عمل قوم لوط فاقتلوها الفاعل والمفعول به)

اگر تم کسی کو قوم لوط والا عمل کرتے دیکھو تو فاعل اور مفعول دونوں کو قتل کرو۔

س ۲۲ : میں اللہ کے حضور توبہ کر چکا ہوں لیکن میرے پاس کسی حرام چیز مثلاً موسیقی کا سامان، کیسٹیں اور فلمیں وغیرہ۔ میرے لئے یہ فروخت کرنا جائز ہے۔ بالخصوص جبکہ بھاری مالیت کی ہیں؟ ج ۲۲ : حرام اشیا کی بیع جائز نہیں اور انہیں بیع کر قیمت لینا حرام ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

اللہ تعالیٰ جب کسی چیز کو حرام کرتا ہے تو اس کی قیمت بھی حرام کر دیتا ہے۔ مان اللہ ماذا حرم شیئنا حرم ثممه
اور ہر وہ چیز جس کے متعلق آپ کو علم ہو کہ وہ حرام کام میں مددگار بن سکتی ہے اس کی بیع بھی آپ کے لئے جائز نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس سے سخن فرمادیا ہے۔ چنانچہ فرمایا:
وَلَا تَعَاوِنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدُوَانِ
اور گناہ اور سرکشی کے کاموں میں تعاون نہ کرو۔

اس طرح جو کچھ بھی آپ کو دنیوی مال کا خسارہ ہوگا تو جو کچھ اللہ کے پاس ہے اس سے بہتر اور باقی رہنے والا ہے وہ اپنے فضل و کرم اور احسان سے ضرور اس کا عوض عطا فرمائے گا۔

س ۲۲ : میں ایک گمراہ انسان تھا جو سیکولر ازم کے افکار کا پرچار کرتا تھا، الحادی قسم کے قصے اور مقاولے لکھا کرتا اور اپنے شعروں کو اباحت (رام حلال کی تمیز کو یکسر ختم کر دینا) اور فسوق کے لئے استعمال کرتا تھا۔ اب اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنی رحمت سے نوازا ہے اور مجھے اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لایا، اور مجھے ہدایت عطا فرمائی ہے، اب میں کیسے توبہ کروں؟

ج ۲۲ : اللہ کی قسم! یہ اللہ کی بہت بڑی نعمت اور بہت احسان ہے اور یہی ہدایت ہے لہذا اس پر اللہ کا تکر ادا کیجئے اور اللہ سے ثابت قدی اور اس کے مزید فضل کے لئے دعا کرتے رہئے،
جو شخص اپنی زبان اور قلم سے اسلام کے خلاف جنگ، مخرف عقائد، گمراہ کن بدعات اور فتن و فجور کی نشو و اشاعت کا کام لیتا ہے اس پر درج ذیل امور واجب ہیں :-

۱۔ ایسی تمام چیزوں سے اپنی توبہ کا اعلان کرے۔ اور ہر ایسا ممکن ذریعہ استعمال کرے جس سے اس کے معروف ساتھیوں کو اس کی دین کی طرف مراجعت کا پتہ لگ جائے تا آنکہ گمراہ کرنے والوں

میں اس کی بیت ہو جائے اور اس باطل کو خوب واضح کر دے جس میں وہ پڑا ہوا تھا تاکہ اس کے متعلق کوئی بھی دھوکہ میں نہ رہے۔ اور اس کی باتوں اور خطاؤں سے جو شبہات لوگوں میں پھیل چکے تھے ان کے پچھے پڑ کر ان کی تروید کرے۔ اور جو کچھ پہلے کہ چکا ہے اس سے بیزاری کا اظہار کرے۔ اور یہ بات توبہ کے واجبات میں سے ایک واجب چیز ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :-

إِلَّاَلَّذِينَ تَابُوا وَأَصْلَمُوا وَبَيْتُمُوا فَأُولَئِكَ أَتُوبُ عَلَيْهِمْ وَأَنَاَالْتَّوَابُ النَّاجِيُّ⁶⁷
مگر جن لوگوں نے توبہ کی اور اپنی اصلاح کی اور وضاحت کر دی تو یہی لوگ ہیں جن کی میں توبہ قبول کرتا ہوں اور میں توبہ قبول کرنے والا میریان ہوں۔

ثانیاً : اپنی قلم اور زبان کو اسلام کی نشر و اشاعت میں لگادے۔ اپنی طاقت اور ہمت کو اللہ کے دین کی مدد میں صرف کر دے۔ لوگوں کو حق کی تعلیم دے اور اس کی طرف دعوت دے۔

ثاثاً : اللہ کے دشمن جو اپنی تحریروں اور تقریروں میں اسلام کا مفہوم کا اڑاتے ہیں اپنی تمام ترقوتیں انہیں جواب دینے میں صرف کرے جیسا کہ اس سے پیشتر ان کی مدد کرنے میں صرف کرتا رہا ہے۔ اور ان اسلام دشمنوں کے مزعومہ نظریات کا مذاق اڑائے اور اہل باطل کے مقابلہ میں اہل حق کے لئے اللہ کی تلوار ثابت ہو۔ اسی طرح

اگر کوئی شخص کسی حرام چیز مٹا سود کے جواز اور اس کے فوائد کی اباحت کے متعلق آواز بلند کرے خواہ یہ کسی بھی مجلس میں ہو تو اسے چاہیے کہ اس مجلس کو دوبارہ بلائے اور اس کی بات کی اس سے وضاحت کرے جیسا کہ اسے پسلے گمراہ کیا تھا تا آنکہ اللہ اس سے اس کی خطا میں دور کر دے۔ اور ہدایت دینے والا تو اللہ ہی ہے۔

خاتمه

اے اللہ کے بندے! اللہ تعالیٰ نے توبہ کا دروازہ کھوں رکھا ہے تو تو اس میں کیوں داخل نہیں ہوتا۔

(إِنَّ لِلتَّوْبَةِ بَابًا عَرَضَ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ。 وَفِي رَوْاْيَةِ عَرْضِهِ مَسِيرَةُ سَبْعِينِ عَامًا)

توبہ کا دروازہ اتنا بڑا ہے کہ اس کے کواؤں کے درمیان مشرق و مغرب جتنا فاصلہ ہے (اور ایک روایت میں ہے کہ اس کا عرض ستر سال کا سفر ہے) یہ دروازہ اس وقت تک بند نہ ہو گا جبکہ کہ سورج مغرب سے طلوع نہ ہو۔

اور اللہ تعالیٰ یوں پکارتا ہے:-

(يَا عَبَادِي مَا نَكُمْ تَخْطُلُونَ بِاللَّيلِ وَالنَّهَارِ وَأَنَا أَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا فَاسْتَغْفِرُونِي أَغْفِرُ لَكُمْ)

اے میرے بندو! تم دن رات خطا میں کرتے رہتے ہو اور میں تمام
گناہ بکش دیتا ہوں۔ لہذا مجھ سے بخشش طلب کرو میں تم میں بکش
دوں گا۔

تو پھر تم کیوں بخشش طلب نہیں کرتا۔

اور اللہ تعالیٰ رات کو اپنا ہاتھ پھیلاتا ہے تاکہ دن کو برائی کرنے
 والا توبہ کر لے اور دن کو پھیلاتا ہے تاکہ رات کو برائی کرنے والا
توبہ کر لے۔ اور اللہ تعالیٰ معدرت کو پسند فرماتا ہے پھر تو اس بات
کو کیوں قبول نہیں کرتا۔

اللہ کی قسم! تائب کا قول کتنا شیرس ہے۔ اے اللہ میں تجھ سے
سوال کرتا ہوں کہ مجھ پر ضرور رحم فرم۔ میں تجھ سے تیری قوت اور
اپنے ضعف کے ساتھ سوال کرتا ہوں، اور اس لئے بھی کہ تو مجھ
سے بے نیاز ہے اور میں تیرا محتاج ہوں۔ یہ میری جھوپی اور خطا کار
پیشالی تیرے سامنے ہے۔ تیرے بندے میرے سوابت میں لیکن
میرا تیرے سوا کوئی آقا نہیں۔ تیرے سوانہ کوئی پناہ گاہ اور نہ نجات
پانے کی جگہ ہے میں تجھ سے مسکین کی طرح سوال کرتا ہوں اور
ذلیل اور منکر ہو کر تجھ سے دعا کرتا ہوں اور لاچار اور ڈرنے والے
کی پکار کی طرح پکارتا ہوں۔ ایسے شخص کا سا سوال جس نے اپنی
گردن تیرے سامنے جھکا دی ہو، اس کی ناک خاک آلود ہو گئی ہو،

اس کی آنکھوں سے آنسو برد لکھے ہوں اور اس کا دل عاجز ہو گیا ہو۔
 توبہ کے موضوع پر مندرجہ ذیل قصہ اور اس کی دلالت پر غور فرمائیے۔
 کہتے ہیں کہ کوئی نیک کسی راہ پر چل رہا تھا کہ اس نے ایک دروازہ
 دیکھا جو کھلا ہوا تھا۔ اس دروازے سے ایک بچہ لکھا جو رورہا تھا اور
 فریاد کر رہا تھا، اس کے پیچے اس کی ماں تھی جو اس کا پیچھا کر رہی
 تھی حتیٰ کہ بچہ تو دروازہ سے نکل آیا تو دروازہ اس کے سامنے بند
 ہو گیا اور ماں اندر رہ گئی۔

کچھ دیر تو پچھے آگے میا پھر پریشان سا ہو کر لہٹر گیا۔ اس نے اس
 گھر کے سوا کوئی جائے پناہ نہ پائی جس گھر سے نکل آیا تھا نہ ہی اپنی
 ماں کے سوا کوئی ایسا آدمی پایا جس کے پاس وہ پناہ لے سکے۔ وہ بیکثتے
 دل اور افسرده ہو کر واپس لوٹا تو دروازہ کو بند پایا۔ اس نے دروازے
 سے نیک لگائی اور اپنا رخسار دروازے کی دلیز پر رکھ دیا اور وہیں سو گیا۔
 اور اس کے آنسو اس کے رخساروں پر پڑے ہوئے تھے۔ کچھ عرصہ
 بعد اس کی ماں اندر سے لکھی اور جب پیچے کو اس حال میں دیکھا تو
 برداشت نہ کر سکی اپنے آپ کو اس پر گرا دیا اس سے چھٹ گئی اور
 اس کا یو سہ لیا۔ وہ ردنے لگی اور کہنے لگی : اے میرے بیٹے تو مجھے
 چھوڑ کر کہاں چلا گیا تھا اور وہ کون ہے جو میرے سوا تجھے پناہ دے گا۔

میں نے تجھ سے یہ نہ کہا تھا کہ میری مخالفت نہ کرنا اور اللہ نے جو رحمت اور شفقت تیرے لیے میری سرشنست میں ڈال رکھی ہے، میری مخالفت کر کے اس کا انجام کا بار مجھ پر ڈال دینا۔ پھر اس نے پے کو انھلایا اور اندر چلی گئی۔

لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :-
(الله أرحم بعباده من هذه بولدها)

یہ عورت جس قدر اپنے پے پر صربان ہے اللہ اپنے بندوں پر اس سے زیادہ صربان ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کے مقابلہ میں والدہ کی رحمت کی کیا حقیقت ہے جس نے ہر ایک چیز کو اپنے احاطہ میں لے رکھا ہے؟ اور اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے جب بندہ اس کے حضور توبہ کرتا ہے اور پروردگار کی طرف سے کوئی ایسی بھلائی معلوم نہیں ہوتی جو اسے خوش کرتی ہو۔ (جب بندہ اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ سے بہت خوش ہوتا ہے۔ اس شخص سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جو کسی صحراء میں جا رہا تھا، ایک جگہ اس نے پڑاؤ کیا اور یہی اس کی ہلاکت کی جگہ تھی۔ اس کے پاس اپنی سواری تھی جس پر اس کا سامان خورد نوش بھی لدا تھا۔ اس نے ایک درخت کے سامنے تلے پناہی۔ اپنا سر زمین پر رکھا اور درخت تلے سو گیا۔ جب بیدار ہوا تو اس کی

سواری کیسیں چلی گئی تھی، اس نے اسے محفوظاً شروع کیا کبھی ایک بلندی پر چلھتا تو اسے کوئی چیز نظر آتی پھر کبھی دوسری بلندی پر چلھ کر دیکھتا تو کیسیں کچھ نظر نہ آیا۔ تا آنکہ گری اور پیاس نے اسے نڈھال کر دیا وہ خود اپنے آپ سے کہنے لگا : میں اب اسی جگہ جاتا ہوں جہاں سویا تھا وہاں جا کر سو جاؤں گا حتیٰ کہ موت آلے گی۔ چنانچہ وہ اس درخت کے پاس آیا اور اس کے سایہ ملے چت لیٹ گیا۔ وہ اپنی سواری سے مایوس ہو چکا تھا۔ اب کرنا خدا کا کیا ہوا۔ جب اس نے اپنا سر اٹھایا تو ناگہاں اس کی سواری اپنے پاس کھڑی تھی جس کی نکیل زمین پر گھست رہی تھی اور اس پر زاد سفر یعنی خورد و نوش کا سامان اسی طرح لدا ہوا تھا۔ چنانچہ اس نے اس کی نکیل پکڑ لی۔ گویا اللہ تعالیٰ مومن بندے کی توبہ سے اس شخص سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جیسے اپنی سواری اور زاد سفر مل گیا تھا۔

میرے بھائی! خوب سمجھ لیجئے کہ گناہ سے پچی توبہ کرنے والے کے دل میں اللہ کے سامنے انسار اور ذلت پیدا ہوتی ہے اور توبہ کرنے والوں کی آہ و زاری اللہ رب العالمین کو بہت محبوب ہے۔

مومن بندے کے گناہ ہمیشہ اسے اپنی نظروں سے گردیتے ہیں جس سے اس کے دل میں انسار اور ندامت پیدا ہو جاتی ہے۔ پھر وہ گناہ کے بعد نیکی کے بہت سے کام کرنے لگتا ہے حتیٰ کہ بسا اوقات

شیطان یوں کہنے لگتا ہے: "ہائے افسوس! میں اس گناہ میں مبتلا نہ کرتا" اس کی وجہ یہ ہے کہ کچھ توبہ کرنے والے ایسے بھی ہوتے ہیں جو گناہ کے بعد اپنی توبہ کے حساب سے پہلے سے بھی اچھے ہوتے ہو جاتے ہیں۔

جب بھی بندہ تائب ہو کر اللہ تعالیٰ کے پاس آ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے کبھی خالی نہیں چھوڑتا۔

ویکھئیے ایک بچہ جب اپنے باپ کے سالیہ عاطفت میں پرورش پا رہا ہو تو وہ اسے پاکیزہ تر کھانا اور پانی مہیا کرتا ہے اسے اچھے اچھے کپڑے پہناتا ہے اور اس کی خوب اچھی طرح تربیت کرتا ہے۔ اسے خرچ کرنے کو دیتا ہے اور اس کی تمام مصلحتوں کو بحال رکھتا ہے۔ ایک دن والد نے اپنے لڑکے کو کسی کام پر بھیجا۔ راہ میں اسے دشمن مل ہیا جس نے اسے قید کر کے اس کی مشکلیں باندھ دیں۔ پھر اس حال میں اپنے (یعنی دشمنوں کے) علاقہ کی طرف لے گیا۔ اور جو معاملہ لڑکے کا باپ اپنے بیٹے سے کرتا تھا تو یہ معاملہ بالکل اس کے برعکس تھا۔ جب بھی لڑکا اپنے باپ کی تربیت اور اس کے احسانات کو یاد کرتا تو بار بار اس کے ول سے حسرتوں کے طوفان اٹھنے لگتے۔ وہ سوچتا کہ اب اس پر کیا بیت رہی ہے۔ اور اس سے پیسراں پر کیا کچھ نعمتیں تھیں۔

جب تک وہ اپنے دشمن کی قید میں رہا وہ اسے طرح طرح کے دکھ پہنچاتا تھی کہ بالآخر اسے جان سے مار ڈالنے کا ارادہ کرتا۔ اس حال میں جلد ہی وہ اپنے باپ کے گھر کی طرف متوجہ ہوتا تو وہ اپنے باپ کو اپنے قریب دیکھتا، اس کی طرف دوڑتا اور اپنے آپ کو اس پر ڈال دیتا اور اس کے سامنے پڑ کر یوں فریاد کرتا اے میرے پیارے باپ، اے میرے پیارے باپ، اے میرے پیارے باپ! اپنے بیٹے کی طرف دیکھ اور اس چیز کو بھی جس میں وہ مبتلا ہے اور آنسو اس کے رخساروں پر بہ رکتے۔ اس نے اپنے باپ کو مضبوطی سے پکڑ لیا اور اس سے چست گیا اور اس کا دشمن اسے سختی سے بلا رہا تھا تا آنکہ وہ اس لڑکے کے سر پر پنچ گیا۔ جبکہ وہ اپنے والد سے چھٹا ہوا اور مضبوطی سے پکڑے ہوئے تھا۔

آپ کا کیا خیال ہے کہ اس کا والد اس حال میں اسے دشمن کے حوالے کر دے گا اور خود ان دونوں کے درمیان سے نکل جائے گا؟ پھر آپ کا اس ذات کے متعلق کیا خیال ہے کہ جو اپنے بندہ پر اس سے زیادہ سریان ہے جتنا ایک باپ یا مال اپنے بیٹے پر سریان ہو سکتے ہیں جب بندہ اپنے دشمن سے مفرور ہو کر اپنے پروردگار کی طرف بھاگا آتا ہے اور اپنے آپ کو اس کے دروازے پر ڈال دیتا

ہے اور اس کے سامنے رو رو کر اپنے رخسار کو اس کی دلیزی کی مٹی میں خاک آلو دکرتا ہے اور کہتا ہے : اے میرے پروردگار! مجھ پر رحم فرمیا، کیونکہ تیرے سوا مجھ پر کوئی رحم کرنے والا نہیں، نہ تیرے سوا میرا کوئی مددگار ہے، نہ پناہ دینے والا ہے اور تعاون کرنے والا ہے۔ یہ تیری مسکین ہے، تیرا محتاج ہے اور تجھ سے سوال کرتا ہے۔ تو ہی اس کی جائے پناہ ہے۔ نہ تیرے سوا کوئی پناہ کی جگہ ہے اور نہ نجات کی۔ لہذا نیکی کے کاموں کی طرف آؤ، بھلائیاں کاؤ اور نیک بندوں کے رفیق ہو، اور نیک چلن کے بعد کمی سے اور ہدایت کے بعد گمراہی سے نجع جاؤ۔ اور اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہے۔

وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ



أُريد أن آتوب ولِكِنْ؟

بِقلم الشَّيْخِ

محمد بن صالح المنجد

الكتاب التعاوني للدعوة والإرشاد وتوعية الجاليات بالأسنان
البرهان ١١٣٧١ - ٢٣٣٨٨ - ٢٣٣٧٧ - تاريخ ٢٣٢٠٢٠

